جلد ۷ | ۴ رفتح ۱۳۳۷ ہش ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ ھ - ۴ ر دسمبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۴۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۹ رنومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کل یہاں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس سے قبل ۲۷ رنومبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲ ردسمبر۔ لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ موتیا بند کے اپریشن کی غرض سے گنگا رام ہسپتال میں داخل ہوئی ہیں چونکہ سیدہ موصوفہ کو ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس کی شکایت ہے، اور جب تک شوگر نل نہ ہو موتیا بند کا اپریشن نہیں ہو سکتا اسلئے اس سلسلہ میں علاج ہو رہا ہے امید ہے کہ چند دنوں تک اپریشن ہو جائیگا۔ احباب جماعت اپریشن کے کامیاب ہونے اور سیدہ موصوفہ کے جملہ امراض سے کامل شفایاب ہونے کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲ ردسمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت بوجہ نزلہ زکام علیل ہے اسی طرح آپکی ہمشیرہ صاحبزادی بیٹا کو بھی نزلہ زکام کی شکایت ہے، البتہ محترمہ بیگم صاحبہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں احباب محترم صاحبزادہ صاحب اور ہمشیرہ صاحبزادی کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں اس وقت قادیان اور مضافات میں خشک سردی کے باعث نزلہ زکام کی اکثر شکایت ہے، اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔

جناب کمشنر صاحب جالندھر ڈویژن اور دیگر افسران کی قادیان میں آمد

قادیان مورخہ ۲۸ رنومبر۔ آج جالندھر ڈویژن کے نئے کمشنر جناب آر۔ ایس رندھاوا صاحب مع جناب دھو(؟) صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور، تحصیلدار صاحب بٹالہ اور ڈی۔ ایس۔ پی صاحب بٹالہ قادیان تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری سے کئی روز قبل جناب ڈی سی صاحب گورداسپور اور تحصیلدار صاحب بٹالہ کی طرف سے انکی آمد اور احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات کو دیکھنے اور احمدیوں سے ملنے کی خواہش کی اطلاع دی جا چکی تھی۔

جملہ افسران گیارہ بجے کے قریب بذریعہ کار سرکاری ریسٹ ہاؤس میں پہنچے۔ آدھ گھنٹہ تک وہاں پر شہر کے بعض لوگوں سے ملاقات کے بعد احمدیہ محلہ میں تشریف لائے۔ جماعت کی طرف سے سلسلہ کے ناظران، دیگر ذمہ دار احباب اور درویشان نے ان کا استقبال چوک مسجد مبارک میں کیا۔ جناب کمشنر صاحب اور جناب ڈی سی صاحب کے گلے میں ہار ڈالے۔ کمشنر صاحب نے از راہِ ہمدردی احباب اور سکول کے طلباء سے بھی خیریت دریافت کی۔ اس کے بعد تقریباً دس پندرہ منٹ تک مہمانخانہ میں بیٹھ کر قادیان اور جماعت کے حالات سنے اور پھر سلسلہ کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ مینارۃ المسیح کے اوپر چڑھ کر شہر کا نظارہ بھی کیا۔

اسی دوران میں جناب ڈی۔ سی صاحب نے مسجد اقصیٰ میں چھ احمدی مستورات کو شہریت کے حقوق تفویض کرنے کے لئے کارروائی مکمل کی۔

ہمارے محلہ سے فارغ ہو کر جناب کمشنر صاحب مع دیگر افسران کے جناب سردار گورنجن سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر پنجاب کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی شہر کے بعض افراد سے ملاقی ہوئے۔

جناب کمشنر صاحب نے دوبارہ قادیان آنے کا وعدہ کیا۔ چار سال پیشتر ان کے بھائی جناب ایم ایس رندھاوا صاحب جو اس وقت کمشنر آبادکاری تھے قادیان تشریف لائے تھے۔

یوروپ کے نومسلم احمدی بھائی مکرم محمد شریف صاحب ٹیوبو کے چند دن

(از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی)

نومبر کے ابتدائی ہفتہ میں مکرم ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے خاکسار کو اطلاع ملی کہ یوروپ کے نومسلم احمدی بھائی مکرم محمد شریف صاحب ٹیوبو ربوہ اور قادیان کی زیارت کے بعد مورخہ ۱۱ رنومبر کو دہلی پہنچ رہے ہیں۔ انہیں دہلی کے قابل دید مقامات دیکھنے میں مدد دیں۔ پروگرام کے مطابق ٹیوبو صاحب گیارہ نومبر کو دہلی تشریف لے آئے اور ۱۹ رنومبر تک دہلی میں مقیم رہے۔

ٹیوبو صاحب سے ملاقات ہونے پر مجھے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا حسب ذیل شعر بار بار یاد آ رہا تھا کہ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

کیونکہ ہمارے یہ دینی بھائی بہت ہی سنجیدہ طبع۔ بااخلاق۔ خاموش طبیعت۔ ذکر الٰہی میں محو رہنے والے اور نیک فطرت کے مالک تھے۔ نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ اور وقت پر ادا کرنا اور ہر نماز کے بعد ذکر الٰہی ان کا خاص مشغلہ تھا۔

انہوں نے بتایا کہ وہ بدھ دھرم سے اسلام مذہب میں داخل ہوئے۔ لیکن ان کی نمازوں اور دیگر روحانی کیفیات کو دیکھ کر کوئی شخص یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ آپ نومسلم ہیں۔ صبح کو اذان کے وقت سے ایک گھنٹہ قبل بستر کو چھوڑ دینا، تہجد کی نماز ادا کرنا، ذکر الٰہی میں معروف رہنا اور اذان کا وقت ہونے پر سریلی آواز سے ان کی اذان کے الفاظ اب تک ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں۔

دہلی میں آپ کا قیام عزیزم مکرم سید محمد شفیق صاحب خادم پسر بزرگوارم مکرم سید محمد شریف صاحب درویش قادیان کے دولت کدہ پر تھا حسن اتفاق سے انہی ایام میں جالندھر بنگلہ والے درویش سید محمد شریف صاحب بھی اپنے فرزند عزیز سید محمد شفیق صاحب کی ملاقات کے لئے دہلی میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور اس خیال سے کہ ہمارے اس دینی بھائی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک درویش کے ساتھ مزید کچھ روز تک قیام کا موقع میسر ہوگا۔ سید صاحب موصوف کے ساتھ ہی ٹیوبو صاحب کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ عزیزم مکرم سید محمد شفیق صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے آپ کو خوش آمدید کہا اور جب تک آپ وہاں مقیم رہے نہایت عمدگی کے ساتھ حق مہمان نوازی ادا کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

مورخہ ۱۴/۱۱/۵۸ کو بعد نماز جمعہ مکرم رحمت اللہ خان صاحب کی طرف سے آپ کے اعزاز میں دعوتِ عصرانہ دی گئی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

دہلی کے مشہور قابل دید مقامات میں سے آپ کو لال قلعہ۔ شاہجہانی مسجد۔ پرانا قلعہ۔ ہمایوں لائبریری۔ مقبرہ ہمایوں۔ درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔ قطب مینار درگاہ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دکھائے گئے۔

ان مقامات کے ساتھ ہی ساتھ دہلی کے مشہور برلا مندر کو بھی آپ نے دیکھا۔ چونکہ مندر کے بعض مخصوص حصوں میں مقامی مسلمانوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ اس لئے ان حصوں میں آپ اکیلے گئے اور سب مندر کو دیکھ کر آئے۔ آپ نے بتایا کہ اس مندر کا نمونہ کچھ ہمارے چینی مندروں جیسا ہے۔ اور مہاتما بدھ کا بت بھی مندر میں رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کئی بت ہیں اور جس رنگ میں چین میں کئی ایک بتوں کی پوجا مندروں میں ہوتی ہے اسی طرح یہاں بھی وہی حال ہے۔

برلا مندر کے بڑے دروازے پر کچھ لمبے شلوک اور منتر لکھے ہوئے ہیں جن میں خدا کی واحدانیت کا تذکرہ ہے۔ میں نے ٹیوبو صاحب سے کہا کہ مندر کے دروازے پر اس قسم کے منتر لکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ انسانی فطرت کی آواز ہے کہ وہ خدا کی واحدانیت کی قائل ہے۔

مجوزہ پروگرام کے مطابق آپ کو ۱۵/۱۱/۵۸ کو بذریعہ ہوائی جہاز مدراس جانا تھا۔ لیکن جب بکنگ کے لئے ہم ہوائی جہاز کے دفتر میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ۱۹/۱۱/۵۸ سے قبل سیٹ بک نہیں ہو سکتی، چنانچہ ۱۹/۱۱/۵۸ کے لئے سیٹ بک کرائی گئی۔ اور ٹیوبو صاحب نے فرمایا کہ ان ایام میں آگرہ کے مشہور و معروف مقامات کو دیکھا جائے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو مجھے سیر میں آسانی ہوگی۔ میں نے اپنی بعض مجبوریوں کے پیش نظر جب قدرے تامل کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کا جانا مشکل ہے تو میں بھی نہیں جاتا۔ تب میں نے سوچا کہ ایک دوست دور دراز سے آئے ہیں ان کی خواہش کا احترام ضروری ہے بس میں نے ان کے ہمراہ جانے کے لئے رضامندی دے دی۔ اور مورخہ ۱۵/۱۱/۵۸ کو ٹیوبو صاحب اور خاکسار آگرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر کے دوران میں گجرات کا ٹھیاواڑ کے ایک مسلمان دوست سے ملاقات ہوئی جو تبلیغی جماعت (جس کا مرکز نظام الدین دہلی میں ہے) سے منسلک تھے۔ اور اپنا چلہ وغیرہ پورا کر کے براستہ آگرہ اپنے وطن کو واپس جا رہے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ نظام الدین آکر آپ نے کیا کیا اور کیا کچھ حاصل کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک چلہ پورا کیا ہے۔ دعائیں کی ہیں اور اب واپس گھر جا رہا ہوں۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ کہ میں تبلیغی جماعت کے کام کی تعریف کرتا ہوں لیکن جہاں تک تعلق باللہ کا معاملہ ہے جب تک ایسا انسان میسر نہ آئے جس کا براہِ راست خدا سے تعلق ہو اس وقت تک خدا سے تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بیشک چلہ کیا۔ دعائیں کیں۔ لیکن آپ کسی ایسے مقدس وجود کا دامن نہ پکڑ سکے جو آپ کا تعلق خدا سے قائم کر دیتا۔

میں نے انہیں بتایا کہ اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک پیارا اس دنیا میں آیا (باقی دیکھئے ...)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے داما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۵۸ء

پہلوں کے نقشِ قدم پر

(قسط اوّل)

عرصہ تین ماہ ہوا دہلی کے پندرہ روزہ اخبار" الحدیث" نے حسبِ عادت تقلید پرستی کی تردید کرتے ہوئے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں جماعت احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کا اس طور پر ذکر کیا کہ ایک طرف تو آپ کے قبل از دعوے تائید اسلام کے سنہری کارناموں کا واشگاف طور پر اعتراف کیا۔ مگر ساتھ ہی آپ کے جملہ دعاوی کو آپ کے" خیالات کی پرواز" یا بالفاظ دیگر نعوذ باللہ آپ کا افتراء قرار دیا۔

چنانچہ اسی مقالہ سے متعلقہ عبارت نقل کر کے ہم نے قرآنی تعلیم اور واقعات کی روشنی میں بدر کی ایک اشاعت میں بعض نتائج پیش کئے تھے اور مقالہ کا مختصر طور پر جائزہ لیتے ہوئے یہ بات ثابت کی تھی کہ نفس پرستی کا فتنہ (جس کا شکار غیر شعوری طور پر مقالہ نویس بھی ہے) تقلید پرستی سے زیادہ پرانا اور زیادہ خطرناک ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے آیت قرآنیہ

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ
بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ
اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ
وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ (بقرہ آیت)

سے استدلال کرتے ہوئے بتایا تھا کہ منکرین صداقت کی عادت مستمرہ کے مطابق اس زمانہ کے مامور اور مرسل کے دعاوی کو تکذیب کی نگاہ سے دیکھا جانا بھی درحقیقت اسی دیرینہ نفس پرستی کے فتنہ کا شاخسانہ ہے! اور مناسب تو یہ تھا کہ معاصر اس بات پر سنجیدگی سے غور کرتا کہ

كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ

کے ارشاد نبویؐ کو اپنے لئے مشعلِ راہ بناتا مگر افسوس کہ مخالفت برائے مخالفت کی راہ سے معاصر نے کچھ تو انہیں فرسودہ اعتراضات کو دہرایا۔ جن کے جوابات بارہا ہماری طرف سے دیئے جا چکے ہیں۔ اور ان کالموں میں ان سب کا اعادہ موجب طوالت ہے۔ اور کچھ محض غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے حقیقت الامر پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم زیر نظر مقالہ کی دیگر بے اعتدالیوں کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے صرف مورد التذکرہ چند باتوں کا اختصار سے جائزہ لیتے ہیں۔

معاصر کو اس بات کا بڑا قلق ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ہم لوگ" مامور من اللہ"" مسیح موعود" یا" مہدی مسعود" کیوں مانتے۔ اور اس کا اظہار کرتے ہیں ظاہر ہے کہ آپ کے جملہ دعاوی کی بنیاد قال اللہ و قال الرسول پر ہے۔ اور آپ کی صداقت پر محکم اور پختہ دلائل موجود ہیں۔ مگر اس بات کا کیا علاج کہ اس بات کا صاف اقرار کرتے ہوئے بھی کہ

"کسی شخصیت کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ہمیشہ کتاب و سنت کو معیار ٹھہرانا پڑے گا"

(الحدیث ۱۵ر اکتوبر ۱۹۵۸ء)

جب حضرت اقدس کے جملہ دعاوی پر غور کرنے کا وقت آتا ہے تو ہمیشہ رنگین عینک سے کام لیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نتیجہ وہی ہوتا ہے۔ جو معترض کے قلب و دماغ میں پہلے سے سوچا سمجھا موجود ہوتا ہے۔ مثلاً مقالہ نویس کو ایک طرف تو اس بات کا دعویٰ ہے کہ

"ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اسّی کتابیں مرزا صاحب کو سمجھنے کے لئے پڑھی ہیں"

مگر دوسری طرف چند ہی سطور آگے چل کر لکھتا ہے کہ

"مرزا صاحب نے بیشک اپنے دعوے نبوت کے ثبوت میں اسّی کتابیں لکھیں مگر قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھنے کی ان کو توفیق نہ ہوئی۔ اور نہ کوئی دینی، اخلاقی تشریحی کتاب تحریر فرمائی منشی نولکشور لکھنو کو دیکھو جنہوں نے لاکھوں قرآن مجید چھپوا لئے علم حدیث و فقہ کی لاتعداد کتابیں شائع کیں......" (الحدیث)

اگرچہ یہ معیار بھی مذکورۃ الصدر آیت کریمہ کی روشنی میں معترض کا خود تراشیدہ ہے۔ تاہم حضرت اقدس کی کتابیں اب بھی موجود ہیں ہر شخص ان کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ جس قدر معرفت اور نور ان میں بھرا ہوا ہے۔ بھلا تعصب کی آنکھ ان خوبیوں تک کیونکر پہنچ سکتی ہے۔ بہرحال یہ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں جو بہرحال قرآن کریم سے بہت ہی کم درجہ رکھتی ہیں۔ مگر کیا مقالہ نویس اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ بعض ابدی اشقیاء نے اول سے آخر تک تقویٰ و طہارت اور علم و عرفان سے پر کتاب قرآن مجید کا مطالعہ کیا۔ مگر اپنی شقاوت ازلی کے باعث بجائے اس سے کچھ فائدہ حاصل کرنے کے الٹا یہ اعتراضات کا مجموعہ ہی تیار کر سکے!! ہمیں اس بارہ میں زیادہ تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مخالفین اسلام کے لٹریچر سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی اس سے بخوبی واقف و آگاہ ہے۔ شاید اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا

پھر جہاں تک مخصوص طور پر تفسیر القرآن کا تعلق ہے۔ حضرت اقدس کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے بیش بہا حقائق و معارف بیان نہ کئے گئے ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ نے تو اپنے مخالف علماء کو بالمقابل تفسیر القرآن کا چیلنج بھی دیا (بطور مثال حضرت اقدس کی تصنیف اعجاز المسیح جو فصیح عربی زبان میں سورہ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل ہے) نہ تو اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو ہمت ہوئی۔ اور نہ اعجاز المسیح کا جواب ہی کسی سے بن پڑا!!

اسی طرح حضورؑ کی کتابوں میں ہر قسم کے دینی و اخلاقی مضامین پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی اسلامی اصولوں کی برتری بھی ثابت کی گئی ہے۔ جو شخص صحت نیت سے ان کا مطالعہ کرتا اور کچھ حاصل کرنے کی غرض سے پڑھتا ہے۔ اس کو ایک کثیر حصہ ایسے معارف و حقائق کا مل جاتا ہے۔

بہرحال مقالہ نویس کا مذکورہ معیار خواہ کس قدر بعید از حقیقت کیوں نہ ہو کم سے کم اس سے اس بات کا علم تو ہو گیا کہ موصوف (یا آپ کے ہم خیالوں) کا نظریہ ایسے وجود کے متعلق کیا ہے جو آخری زمانہ میں احیاء دین متین کا اہم فریضہ سرانجام دینے والا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر کر رکھا ہے اس لئے کہ قرآن کریم اور آثار سے تو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ان ہی کاموں کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ چونکہ ہمارے نزدیک حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ ان تمام پیشگوئیوں کے مصداق ہیں۔ اور آپ ہی اس زمانہ کے موعود ہیں۔ اس لئے آپ کے کارناموں کا جائزہ بھی اسی معیار پر لیا جانا چاہیئے نہ یہ کہ نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو محض ایک مصنف یا چند کتب کا حاشیہ نویس سمجھ لیا جائے!

چنانچہ اس پہلو سے جب ہم آپؑ کے کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں وہ سب کچھ نظر آتا ہے جس کی اس زمانہ میں دین اسلام کو ضرورت تھی۔ آپؑ نے تمام دنیا کے سامنے اسلام کے زندہ اور سچے خدا کو پیش کیا جو تازہ بتازہ نشانات و معجزات سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتا ہے۔ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک زندہ رسول کے طور پر پیش کیا۔ جن کی برکات فیضان برابر جاری ہے۔ اور ان سب باتوں کے لئے بطور ثبوت اپنے وجود کو پیش کیا۔ اور نہایت تحدی سے مخالفین اسلام کو اپنے مقابل پر روحانی تاثرات کا نمونہ دکھانے کا چیلنج دیا۔ اس کے لئے مقالہ نویس کے پیش رو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا وہ تبصرہ کافی ضمانت ہے۔ جو انہوں نے حضرت اقدس کی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت پر کیا اور جسے مقالہ نویس نے نظر استخفاف سے دیکھا ہے۔ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی...... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے.... مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے۔ اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے؟"

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶ و جلد ۷ نمبر ۱۱)

؎ صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

پھر مقالہ نویس نے جماعت احمدیہ کی تعداد کے بارہ میں کس طرح غلط بیانی سے کام لے کر حقیقت الامر پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کے پیرووں کی تعداد ان کی زندگی میں لاکھ دو لاکھ سے زیادہ ہرگز نہ تھی۔ اور آج تو یہ تعداد بہت کم رہ گئی ہے" (الحدیث)

بہت خوب اگر کوئی شخص نصف النہار کے وقت اپنے تاریک حجرے میں تمام سوراخ بند کر کے اندر بیٹھ جائے اور یہ کہنا شروع کر دے کہ سورج سرے سے موجود ہی نہیں تو کیا اس کی بات میں کچھ بھی وزن ہوگا؟ اے حضرت عیاں را چہ بیاں، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا! آپ کے اس طرح لکھ دینے سے کیا بنتا ہے۔ جبکہ اس مقدس جماعت کے افراد نہ صرف ہندو پاکستان میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں بلکہ اب تو دنیا کا کوئی براعظم ایسا نہیں جہاں مسیح پاکؑ کے ماننے والے معقول تعداد میں موجود نہ ہوں اور ہر جگہ خدا کے فضل سے روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ جماعت کی حیرت انگیز ترقی پر اپنے اور بیگانے محو حیرت ہیں۔ اب تو یہ جماعت ایک بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اور اس کے متعلق بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اللّٰھم زد فزد (باقی صفحہ ۱۲ پر)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (مائدہ)

ہمیشہ جائزہ لیتے رہو کہ تمہارے اعمال قرآن کریم کی بیان کردہ تعلیم کے مطابق ہیں یا نہیں

مسلمانوں کیلئے ہر معاملہ میں مقدم قرآن کریم ہے۔ اس کے بعد سنت اور پھر حدیث کا درجہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۷ ارنومبر ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

ومن لم یحکم بما انزل
اللہ فاولئک ھم الظالمون
(مائدہ ع ۷)

اس کے بعد فرمایا:-
مسلمانوں میں عام طور پر

یہ عادت پائی جاتی ہے

کہ اگر وہ قرآن کریم میں کسی خاص قوم کے عیب کا ذکر پڑھ لیں۔ تو وہ اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں اصول کا سوال ہوتا ہے۔ جو چیز ایک یہودی کے لئے بری ہے۔ حالانکہ اس کی کتاب ہماری کتاب سے ادنیٰ ہے۔ جو چیز ایک عیسائی کے لئے بری ہے۔ حالانکہ اس کی کتاب میں کوئی شریعت ہی نہیں وہ ہمارے لئے یقیناً اس سے زیادہ بری ہے۔ اگر ایک یہودی کے متعلق یہ کہا جاتے کہ

منن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولئک ھم الظالمون

جو کوئی۔۔

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام

کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ ظالم ہوتا ہے۔ تو یقیناً ایک مسلمان اگر قرآن کریم یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ طریق کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا۔ تو وہ اس سے زیادہ ظالم ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کلی طور پر مجموعۂ کتب ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسےٰ علیہ السلام سے بڑے نبی تھے۔ اور قرآن کریم خود فرماتا ہے کہ آپؐ کی اتباع لازمی اور ضروری ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اپنے پاس سے کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ بلکہ جو بات بھی کرتے تھے وہ ایک قسم کی وحی ہوتی تھی۔ چاہے وہ وحی خفی ہو یا وحی جلی۔ وحی جلی قرآن کریم ہے۔ جسے وحی متلو بھی کہتے ہیں۔ اور ایک وحی غیر متلو ہے۔ جو وحی خفی کہلاتی ہے۔ جس کو حدیث بھی کہتے ہیں۔ اس کا درجہ قرآن کریم کے بعد ہے۔ لیکن بہرحال دوسرے علماء کے اقوال پر مقدم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ پوچھا گیا۔ تو آپؑ نے یہی فرمایا کہ

ہمارا یہ طریق ہے

کہ سب سے پہلے قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ اور جب قرآن کریم میں کوئی بات نہ ملے۔ تو پھر اسے حدیث سے تلاش کیا جائے اور جب حدیث سے بھی کوئی بات نہ ملے تو پھر استدلال امت کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ ہمارا مسلک حنفی ہے (ریویو مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی)

حضرت امام ابو حنیفہؒ

کے ایک شاگرد کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص شافعی ہے تو حنفی جج کا فرض ہے کہ اس کے مقدمہ کا فیصلہ شافعی فقہ کے مطابق کرے۔ اور اگر کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ سوائے اس کے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے عقیدوں میں اختلاف ہو۔ ایسی صورت میں اگر ان کا معاملہ اپنی جماعت کے سامنے آئے گا۔ تو ان کے بارہ میں جماعتی فیصلہ مانا جائے گا۔ اور اگر ان کا معاملہ سرکاری عدالت میں جائے تو جو سرکاری قانون ہے وہ مانا جائے گا۔ کیونکہ جب فریقین مختلف العقیدہ ہوں۔ تو یہ سمجھا جائے گا کہ ان کے مابین جو تصفیہ ہوا تھا۔ وہ قانون کے مطابق ہوا تھا۔ پس

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے

کہ وہ قرآن اور پھر حدیث کے مطابق اپنے جھگڑوں کے فیصلے کریں۔ حدیث پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنت کو مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ حدیث میں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ نہ معلوم وہ بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا نہیں۔ مگر سنت تو وہ ہے جو تمام امت میں پائی جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے سیکھا۔ اور صحابہؓ سے تابعین نے سیکھا۔ اور تابعین سے تبع تابعین نے سیکھا۔ اسی طرح آج تک برابر اس پر

امت محمدیہ عمل کرتی چلی آرہی ہے

مثلاً نکاح ہے نکاح کی تفاصیل قرآن کریم میں درج نہیں۔ لیکن نکاح سارے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ چاہے وہ خارجی ہوں، حنفی ہوں، شیعہ ہوں یا کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ یعنی نکاح کے بغیر چاہے وہ کسی قسم کا ہو۔ چاہے اس کا نام متعہ ہی رکھ لو۔ کوئی عورت رکھنی ناجائز سمجھی جاتی ہے۔ گویا

قدر مشترک سنت کو کہتے ہیں۔

روایت کے متعلق اختلاف ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا راوی قوی تھا یا ضعیف مگر سنت کے متعلق کوئی اختلاف نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سب لوگوں کے درمیان بطور قدر مشترک کے پائی جاتی ہے۔ مثلاً لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ شیعہ بھی یہی کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ سنی بھی یہی کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ خارجی بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ قدر مشترک ہے اور سنت ہے۔ اور یہ قرآن کریم کے بعد درجہ رکھتی ہے کیونکہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ جو ثابت شدہ ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت شدہ عمل بہرحال امت کے اقوال اور فتووں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ امت کے علماء خواہ کتنے بڑے ہوں پھر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں بات میں علماء نے غلط کہا ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غلطی کی ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کہے تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے ایک پٹھان کے متعلق [illegible] ہے کہ اس نے کنز پڑھی ہوئی تھی [illegible] اس نے حدیث پڑھی۔ کہ [illegible] کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو گود میں اٹھا لیا۔ اور جب سجدہ میں تشریف لے گئے تو انہیں نیچے رکھ دیا۔ وہ یہ حدیث پڑھ کر کہنے لگا۔ "تو محمد صاحب کی نماز ٹوٹ گئی" کیونکہ انہوں نے حرکت کبیرہ کی ہے اور حرکت کبیرہ فقہ حنفیہ کے مطابق نماز توڑ دیتی ہے۔ ایک شخص نے یہ بات سنی تو اس نے کہا کمبخت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں بتایا ہے کہ نماز اس طرح پڑھا کرو۔ ورنہ ہمیں نماز کا کیا پتہ تھا۔ اور انہی کے متعلق تم کہتے ہو کہ ان کی نماز ٹوٹ گئی۔ وہ کہنے لگا۔ کنز میں یہی لکھا ہے۔ حالانکہ "کنز" آپ کی وفات کے کئی سو سال کے بعد لکھی گئی ہے۔ تو

حقیقت یہی ہے

کہ بعد میں آنے والے علماء چاہے کتنے بڑے ہوں سب محمد رسول اللہ کے تابع ہیں۔ آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی وہ قادیان کی پرانی عورت ہے اس کے دماغ میں کچھ نقص ہے کہنے لگی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم چھ مہینے متواتر روزے رکھو تو خلیفۃ المسیح کو صحت ہو جائے گی۔ مگر میں نے جن علماء سے پوچھا۔ انہوں نے یہی کہا ہے کہ چھ ماہ کے متواتر روزے رکھنا ناجائز ہے۔ اس نے کہا۔ میاں بشیر احمد صاحب نے کہا ہے کہ تو جمعرات اور پیر کے روزے رکھ لیا کر۔ لیکن اس کے بعد میں نے پھر

خواب میں دیکھا

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا۔ میں نے تو کہا تھا کہ تو چھ ماہ کے متواتر روزے رکھ۔ تو متواتر روزے کیوں نہیں رکھتی۔ میں نے کہا تیری خواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنت کے خلاف ہو۔ تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنت کے اتباع مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق رکھنی پڑے گی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے متواتر اور لمبے عرصہ کے روزوں سے منع کیا ہے۔ تو اگر تمہیں کوئی خواب اس حکم کے خلاف آتی ہے۔ تو وہ شیطانی سمجھی جائے گی۔ خدائی نہیں سمجھی جائے گی۔ اگر خدائی خواب ہوتی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی۔ آپ کی تردید کرتی [illegible]

جو خواب ایسی ہو

جو قرآن کریم یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فتووں [illegible] [illegible] ہو۔ وہ بہرحال رد کرنے کے قابل سمجھی جائے گی۔

کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔ حدیث کے متعلق زیادہ سے زیادہ کوئی کہہ دے گا شبہ ہے۔ لیکن

قرآن کریم اور سنت

کو کیا کہے گا۔ اور پھر عقل کو کہاں لے جاوے گا۔ اکثر عقل بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ساتھ مل جاتی ہے۔ تو پھر حدیث کو دو طاقتیں مل جاتی ہیں۔ ایک تو احتمال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو اور دوسرے عقل سلیم نے کہہ دیا کہ وہ قول صحیح ہے ایسی صورت میں بہرحال وہ حدیث قابل عمل ہوگی۔ کیونکہ وہ قرآن کریم کے تابع ہوگی بہرحال جب بھی کوئی بات قابل دریافت ہو تم یہ نہ پوچھا کرو۔ کہ امام ابو حنیفہ کیا کہتے ہیں۔ یا امام شافعی کیا کہتے ہیں۔ تم یہ پوچھا کرو کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے۔ لیکن اگر قرآن کریم اس کے متعلق خاموش ہو۔ تو تمہیں سنت پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ اگر کوئی سنت مل جائے تو وہ

قدرِ مشترک ہوگی

اور وہ بہرحال کسی ایک فقہ کے امام سے زیادہ قابل قبول ہوگی۔ کیونکہ اس میں شیعہ، سنی، خارجی، حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی وغیرہ سارے متفق ہوں گے اور چونکہ قدرِ مشترک میں سارے امام اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس لئے ان کی بات زیادہ صحیح سمجھی جائیگی اور وہی قابل عمل قرار پائے گی اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا۔ وہ گویا ایک قسم کے اجماع کو چھوڑ دے گا۔ حقیقی اجماع تو ایک ناممکن چیز ہے۔ درحقیقت سارے مسلمان سوائے قدر مشترک کے کسی ایک بات پر اکٹھے ہوتے نظر نہیں آتے۔ اور قدرِ مشترک کے خلاف کوئی جاتا ہی نہیں۔ مثلاً آج کوئی کہہ دے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے بغیر بھی انسان مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو سارے مسلمان کہیں گے۔ کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ یہ بات قدرِ مشترک کے خلاف ہے۔ سنی بھی یہی کہتا ہے کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کہنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے۔ خارجی بھی یہی کہتا ہے۔ حنفی بھی یہی کہتا ہے۔ شافعی بھی یہی کہتا ہے۔ مالکی بھی یہی کہتا ہے۔ حنبلی بھی یہی کہتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ اہل قرآن بھی یہی کہتا ہے گو وہ محمدؐ کے معنے قرآن کریم کے لیتا ہے۔ مگر کہتا یہی ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد تو قرآن کریم لیتا ہے لیکن قدر مشترک میں فرق نہیں کرتا۔ پس عمل کرتے وقت ہمیشہ یہ سوچا کرو۔ کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے۔ یہ نہ پوچھا کرو کہ فلاں امام کیا کہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون۔ خدائی کتاب کے خلاف جو کوئی کام کرتا ہے۔ وہ ظالم ہوتا ہے۔ قیامت کے دن کوئی امام خدا تعالیٰ کے سامنے تمہاری طرف سے جواب نہیں دے گا۔ تم آپ جواب دو گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک قرآن تو اس کتاب میں رکھا ہے۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اور ایک قرآن اس نے ہمارے دماغوں میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ وانہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون قرآن کریم کی ایک نقل ایسی ہے جو مخفی طور پر فطرت انسانی میں رکھ دی گئی ہے۔ گویا

ایک قرآن وہ ہے

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔ اور ایک قرآن وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے فطرت انسانی میں مخفی طور پر رکھ دیا ہے یہ دونوں جب آپس میں مل جاتے ہیں۔ تو وہ پکا قرآن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی بھی لوگ تاویلیں کرتے رہتے ہیں۔ مگر جب اس کی کوئی تفسیر فطرت صحیحہ کے مطابق ہو۔ تو وہ صحیح سمجھی جاتی ہے گی۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں تفسیر بالرائے ہے۔ حالانکہ اگر

تفسیر بالرائے

قرآن کریم کے لفظوں کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تفسیر بالرائے کس طرح ہوتی۔ رائے کے متعلق بھی تو انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر وہ قرآن کریم کے مطابق ہے تو اس کو غلط کہنے والا خود غلطی خوردہ ہوگا۔ ایک احمدی عورت نے جس کا خاوند بڑے عہدہ پر ہے مجھے بتایا کہ میرا خاوند ایک دفعہ ریلوے کے ایک بڑے افسر کو میرے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ یہ تمہیں سمجھائے گا۔ افسر باتیں کرنے لگا۔ تو میں نے کہا۔ آپ تو ایک عالم آدمی ہیں۔ اور میں زیادہ پڑھی لکھی نہیں آپ مجھے یہ بتائیں کہ قرآن کریم صرف آپ کے لئے نازل ہوا ہے۔ یا میرے لئے بھی نازل ہوا ہے کہنے لگا ہر ایک کے لئے نازل ہوا ہے میں نے کہا اگر قرآن کریم میرے لئے بھی نازل ہوا ہے۔ تو پھر

میرا حق بھی ہے

کہ میں اس کے معنے کروں کہنے لگی وہ شخص شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ ہاں آپ کا بھی حق ہے کہ اس کے معنے کریں۔ اس عورت نے بتایا کہ پھر جب اس نے معنے کئے تو میں نے زبردست اعتراض کیا۔ اس پر وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ بعد میں میرا خاوند کہنے لگا۔ میں اتنے بڑے آدمی کو تمہارے پاس لایا تھا۔ مگر تم نے اس کی ذلت کر دی۔ میں نے کہا۔ اس نے تو آپ ہی کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارا بھی حق ہے کہ قرآن کریم کے معنے کرو۔ اور جب اس نے مجھے حق دیا تھا۔ تو میں کیوں اپنا حق استعمال نہ کرتی۔ اب دیکھو ایک عورت بھی سمجھتی ہے کہ

تفسیر بالرائے کیا چیز ہوتی ہے

وہ یہ جانتی ہے کہ اگر ہم قرآن کریم کے الٹ معنے کرتے ہیں۔ تو دوسرا آدمی آپ ہی اس کی تردید کر دیگا۔ اور اگر وہ ان معنوں پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور مان لیتا ہے تو وہ تفسیر بالرائے کیسے ہو گئی۔ آخر جو شخص تفسیر بالرائے کرتا ہے وہ بھی تو کوئی تفسیر کرتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کی تفسیر کو رد کر دیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ تفسیر غلط تھی۔ اور وہ تفسیر جو دلائل کے ساتھ غالب آ گئی۔ وہ صحیح تھی۔ ایسی تفسیر کو تفسیر بالرائے کہنا حماقت اور قرآن کریم کی تردید ہے۔ (الفضل ۲۵ ۵/۱۱)

غلبہ اسلام اور تحریک جدید کا مالی جہاد

تحریک جدید کے مالی جہاد میں شمولیت کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند تاکیدی ارشادات اس غرض سے شائع کئے جاتے ہیں کہ جماعتوں کے عہدے دار و مجالس خدام الاحمدیہ کے اراکین احباب جماعت سے وعدہ لیتے ہوئے ان ارشادات و ہدایات کو خاص طور پر مدنظر رکھیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"تحریک جدید کا کام نہ چند سال کا ہے اور نہ چند افراد کا ہے بلکہ دراصل احمدیت کے قیام کی جو غرض تھی یعنی غلبۂ اسلام علی الادیان اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ کام جاری کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس غرض کے لئے احمدیت قائم کی گئی تھی اور جس غرض کے لئے کوئی شخص احمدیت میں داخل ہوتا ہے اس کے متعلق وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کام دوسروں کا ہے میرا نہیں اگر یہ کام اس کا نہ ہوتا تو اُسے احمدیت میں داخل ہونے کی ضرورت کیا تھی۔"

"اب جبکہ میں نے حقیقت کو کھول دیا ہے۔ آئندہ یہ سوال نہیں ہو گا کہ کون چندہ دیتا ہے اور کون نہیں دیتا۔ بلکہ اس وضاحت کے بعد ہر شخص جو احمدیت میں شامل ہوتا ہے بلکہ میں کہتا ہوں ہر شخص جو احمدیت سے دلچسپی لیتا ہے خواہ احمدی نہ بھی ہو اس پر یہ فرض عاید ہو جاتا ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے۔"

"اب صرف ان لوگوں کے وعدے لے کر نہیں بھجوانے جو پہلے سے وعدے کرتے آئے ہیں بلکہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ ہر احمدی سے خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو، یا بوڑھا ہو۔ مرد ہو یا عورت۔ امیر ہو یا غریب اور پھر خواہ وہ کسی قومیت کا ہو اس کی حیثیت کے مطابق وعدے لے کر بھجوائیں۔"

جماعتوں کے ذمہ دار عہدیدار حضرات سے درخواست ہے کہ فہرستیں مرتب کرتے ہوئے مندرجہ بالا ارشادات کو مدنظر رکھیں۔ اور استثنائی صورتوں کے سوا ایسی کوشش فرمائیں کہ جماعت کے تمام افراد کا وعدہ حاصل کر لیا جائے۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

بلاری میں مسجد احمدیہ کی تعمیر

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ بنگلور

بلاری ضلع بھاگلپور میں جماعت احمدیہ کا قیام ۱۹۲۸ء میں ہوا۔ اب جماعت اپنی مسجد تیار کرا رہی ہے ۲۷ر نومبر کو خطبہ جمعہ میں خاکسار نے مسجد کیلئے چندہ دینے کی تحریک کی۔ بعد نماز جمعہ جملہ افراد جماعت نے خانہ خدا کی تعمیر کے لئے ایک ہزار روپے کے وعدہ جات معہ نقد ادائیگی لکھوائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کو جزائے خیر دے اور ان پر اپنی رحمتوں و فضلوں کے دروازے کھول دے۔ آمین۔ جماعت کے صدر مکرم محمد منظور صاحب کے بڑے لڑکے عزیز منصور احمد نے جس کی عمر سات برس کی ہے اپنی بکری کا بچہ فروخت کر کے مبلغ آٹھ روپے مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ میں دیدیئے۔ جزاہ اللہ خیرا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، صحابہ کرام اور درویشان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ مسجد کی جلد تکمیل اور جماعت کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

سب سے زیادہ چندہ کا وعدہ جماعت کے صدر مکرم محمد منظور صاحب نے مبلغ پانصد روپے کا نقد کیا اور جماعت کے دوسرے احباب عبدالباری صاحب، محمد عثمان صاحب اور محمد عبدالستار صاحب نے ایک ایک سو روپے کے وعدے کئے۔ عورتوں میں سے سب سے زیادہ وعدہ جماعت کے صدر مکرم محمد منظور صاحب کی والدہ محترمہ و اہلیہ صاحبہ نے کیا جو پچاس پچاس روپے کا تھا۔ باقی بہنوں اہلیہ صاحبہ عبدالباری صاحب، اہلیہ صاحبہ محمد عثمان صاحب، اہلیہ صاحبہ محمد عبدالستار صاحب نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق بہت تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور مزید پیش قدمی...

ایک صاحب کے چند سوالات کے جواب!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ہیگ (ہالینڈ) کے ایک صاحب مسٹر اے۔وی۔ زمرمن (MR. A. V. ZIMMERMANN) نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انگریزی تصنیف "کمیونزم اینڈ ڈیموکریسی" کے مطالعہ کے بعد چند سوالات تحریر کئے تھے۔ جن کے جوابات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائے تھے۔ یہ سوالات اور ان کے جوابات وکالت تبشیر ربوہ کی طرف سے الفضل مورخہ ۲۴ نومبر میں شائع ہوئے تھے۔ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

مکرمی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض ملاحظہ پیش کیا گیا۔ حضور نے آپ کے استفسارات کے جوابات مرحمت فرمائے ہیں۔ وہ آپ کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

سوال:۔ کمیونزم اینڈ ڈیماکریسی کے مطالعہ سے میں یہ سمجھا ہوں کہ مصنف کے خیال میں امریکہ اور مغربی اقوام کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ روس کے خلاف پوری طرح جنگ کے لئے تیار رہیں۔ مگر ایٹم بم پر کسی قسم کی پابندی عاید کرنے کی طرف توجہ نہیں دلائی گئی۔ نہ کسی قسم کے خطرناک ہتھیاروں کے استعمال پر کوئی اعتراض کیا گیا ہے۔

جواب:۔ ایٹم بم پر کنٹرول چونکہ انسانی طاقت سے بالا ہے۔ اس لئے میں نے مغربی طاقتوں کو اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دلائی۔ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے ایسی آگ گرے گی جو ان بموں کو مٹا کر رکھ دے گی۔ چنانچہ حال ہی میں امریکہ نے جو چاند کی طرف راکٹ بھیجا تھا وہ بھی آگ کے کسی شعلہ کی وجہ سے ہی تباہ ہوا۔ اسی قسم کے کوئی آسمانی شعلے اور شہاب ان بموں کو بھی تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ آسمان سے شواظ من نار گرے گا۔ جس سے یہ ہلاک کرنیوالی چیزیں تباہ کر دی جائیں گی۔ (۵۵ — ۳۶) پس گو ایٹم بم بظاہر قیامت کا ایک نشان ہے۔ مگر قیامت خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ اس نے یہ قیامت نہ روس کے ہاتھ میں رکھی ہے اور نہ امریکہ کے ہاتھ میں۔

تین سال ہوتے روس کا ایک مشہور سائنسدان جو ایٹم بم سے تعلق رکھنے والی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا انچارج تھا مجھے ملا۔ میں نے اُسے یہی کہا کہ تم تو کہتے ہو کہ ہم پبلک کو فائدہ پہنچانے کے لئے کام کرتے ہیں۔ مگر تم نے جو ایٹم بم بنایا ہے اس کا کیا فائدہ ہے۔ اگر تم ایٹم گرا دو تو امریکہ تباہ ہو جائے گا اور پہلے امریکہ گرا دے تو روس تباہ ہو جائے گا۔ مگر امریکہ یا روس کی تباہی سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا۔ تمہیں تو پبلک کا فائدہ سوچنا چاہیئے۔ اور ایٹم بم کا کوئی توڑ تلاش کرنا چاہیئے۔ تاکہ دنیا اس سے محفوظ رہ سکے۔ وہ کہنے لگا۔ اس کا کوئی توڑ نہیں نکلا اور نہ ہمارے ذہن میں اس کا کوئی توڑ آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کا توڑ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور جب وہ لوگوں کو بچانا چاہے گا تو وہ اس کا کوئی نہ کوئی توڑ پیدا کر دے گا۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے جو الہامات چھپے ہوئے ہیں ان میں ایک جگہ کچھ ہندسے درج ہیں (تذکرہ صفحہ ۲۰۲) اور ساتھ ہی ایک نقشہ دیا گیا ہے۔ بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس میں جو خول بنے ہوئے ہیں یہ بالکل وہی ہیں۔ جو ہائیڈروجن بم میں استعمال ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ نقشہ آج سے قریباً ساٹھ سال پہلے کا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنے عرصہ پہلے اس طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اور انہیں بتا دیا گیا تھا کہ ایسی ایجاد ہونیوالی ہے۔ تو جس خدا نے اپنے بندوں کو اس ایجاد کی توفیق دی وہ لوگوں کو اس سے بچانے کا بھی کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔

مجھے بھی ایک دفعہ ایک گیس کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ میں نے رویا میں دیکھا کہ میں ایک کمرہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ کہ کسی شخص نے ایک گیس پھینکی۔ میں نے اس گیس کو سونگھ کر کہا کہ اس میں سے تو کلورین کی بُو آ رہی ہے۔ اور پھر اس کا خیال کرتے ہی میں باہر کی طرف بھاگا۔ آنکھ کھلنے کے بعد میں نے بعض سائنس دانوں سے اس کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ بے ہوش کرنے والی گیس بھی کلورین سے بنتی ہے۔ مگر میں نے جو خواب میں گیس دیکھی تھی وہ عارضی بے ہوش کرنے والی ہی تھی) اس کے مجھ پر سے بھی اثر جاتا رہا۔ اور دوسرے لوگوں پر بھی کوئی اثر نہ رہا۔ اس رویا سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ دشمن پر فوقیت بھی حاصل ہو جائے گی اور عام تباہی بھی نہیں آئے گی۔

سوال نمبر ۲:۔ آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ "کمیونزم اینڈ ڈیماکریسی" میں صرف اتنا لکھا گیا ہے کہ اگر روس ایٹم بم کے استعمال میں پہل کرے تو پھر جوابی کارروائی کے وقت امریکہ بھی اسے استعمال کر کے اپنی اخلاقی برتری ثابت کر سکتا ہے۔ حالانکہ مغرب تو پہلے ہی ہیروشیما اور ناگاساکی میں ایٹم بم استعمال کر چکا ہے۔

جواب:۔ ہیروشیما اور ناگاساکی میں روس کی حکومت نہیں تھی جاپانیوں کی حکومت تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کے لئے یہ ہرگز جائز نہ تھا کہ وہ وہاں ایٹم بم استعمال کرتا۔ یہ اس کی زیادتی تھی کہ اس نے بے قصور مردوں اور عورتوں اور بچوں کو مارا۔ مگر ایک دفعہ غلطی کرنے کے یہ معنے نہیں کہ وہ آئندہ دفاع میں بھی ایٹم بم استعمال نہ کرے۔ اگر روس نے ایٹم بم استعمال کیا۔ تو امریکہ کے لئے بھی ایٹم بم کا استعمال جائز ہو جائے گا۔ ہیروشیما اور ناگاساکی میں جو اس نے ایٹم بم استعمال کیا وہ ناجائز تھا۔

سوال نمبر ۳:۔ آپ نے دیباچہ میں قرآنی آیت وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ (۸ — ۶۱ – ۶۲) کی تشریح میں لکھا ہے کہ اگر مسلمان صلح کی پیشکش کو رد کر دیں تو خدا تعالیٰ کی خاطر جہاد کرنیوالے نہیں ہوں گے۔ اسی طرح خواہ مخالف کی سنجیدگی پر شک ہو تب بھی صلح کی پیشکش کو قبول کر لینا چاہیئے۔ اگر روس کی قیام امن کے لئے متعدد تجاویز مثلاً خطرناک ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی عائد کرنا اور افواج کو غیر مسلح کرنا قبول کر لی جائیں تو یقیناً اسلامی قانون کے مطابق ہوگا۔

جواب:۔ مسلمان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دشمن قوم کے متعلق پہلے پوری تحقیق کرے اور پھر کوئی عملی قدم اٹھائے۔ چنانچہ کفار کی جو عورتیں مسلمان ہونے کے لئے آتی تھیں۔ ان کے متعلق قرآن کریم نے صاف طور پر حکم دیا کہ جب وہ بیعت کے لئے آئیں تو پہلے ان کے متعلق اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہ آیا وہ دیانتداری سے آئی ہیں یا دھوکہ دینے کے لئے آئی ہیں۔ (۶۰ — ۱۱) اور جب مسلمان ہونے والی عورت کی دیانتداری کے متعلق بھی تحقیق کرنا ضروری ہے تو صلح کے معاہدہ کے بارہ میں دوسرے فریق کی دیانتداری کا کیوں خیال نہیں لیا جائے گا۔ صرف اتنی بات ضروری ہے کہ احتیاط کی کوئی نامناسب شکل نہ ہو۔ مگر واجب شکل میں ہر قسم کی احتیاط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے باقی رہا یہ کہنا کہ روس صلح کی پیشکش کر رہا ہے۔ یہ غلط ہے۔ روس لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے چنانچہ امریکہ نے تجویز کی تھی کہ موجودہ ایٹم بموں اور ان کے کارخانوں کو دیکھنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ اور امریکہ روس کے کارخانے دیکھے اور روس امریکہ کے کارخانے دیکھے۔ مگر آئندہ کے لئے تو پابندی عائد کرنے کو کہتا ہے۔ مگر اس کے ہاں جو موجودہ کارخانے بنے ہوئے ہیں ان کو دیکھنے کے لئے وہ کسی وفد کو آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن امریکہ اس کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ کم سے کم اس معاملہ میں امریکہ کا رویہ معقول ہے اور روس کا رویہ نامعقول۔

سوال نمبر ۴:۔ اگر احمدیہ جماعت مغربی اقوام کو یقین دلائے کہ وہ روسیوں کو اپنا بھائی تصور کریں اور احمدی دعاؤں اور محنت کے ذریعہ روسیوں کو خدا کی طرف واپس بلائیں تو وہ روس کی دہریت اور کمیونزم کو جنگ کی نسبت بہت جلد ختم کر سکیں گے۔

جواب:۔ آپ نے جو لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے مگر روس تو اپنے ملک میں احمدیوں کو آنے نہیں دیتا۔ پھر ان کو خدا کی طرف کس طرح بلایا جا سکتا ہے۔ صرف ایک احمدی مبلغ روس میں گیا تھا۔ مگر اس کو انہوں نے قید کر دیا۔ اور اُسے سؤر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جاتا رہا۔ اس نے سؤر کا گوشت کھانے کی بجائے فاقہ کرنا پسند کیا اور متواتر فاقہ کرتا رہا۔ آخر روسیوں نے اتنا مارا کہ وہ پاگل ہو گیا اور پھر اسے عراق میں لا کر چھوڑ دیا۔ انگریز اسے ہندوستان میں لائے اور پھر انہوں نے اسے ہمارے پاس پہنچا دیا اور میں نے اسے اپنے دینیات کے کالج میں پروفیسر مقرر کر دیا۔ اس کا علاج کیا اور اسے بہت کچھ فائدہ ہوا۔ مگر پورا آرام اسے اب تک نہیں آیا۔

پس جو لوگ ہمیں اپنے ملک میں تبلیغ ہی نہیں کرنے دیتے انہیں ہم دین کی باتیں کس طرح بتا سکتے ہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ اس ملک میں تبلیغ کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور کھول دے گا۔ چنانچہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ ایک دن روس میں بھی تبلیغ کے راستے کھل جائیں گے۔ خصوصاً افغانستان کی طرف سے روس میں جانے کا رستہ ضرور کسی دن کھل جائیگا۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہاں احمدیہ لٹریچر پڑھ کر ایک دو افراد احمدی بھی ہو چکے ہیں۔

سوال نمبر ۵:۔ دیباچہ میں یہ اسلامی قانون بیان ہوا ہے کہ فوجوں کی نقل و حرکت میں پبلک عمارتوں اور فصلوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اگر اسلام کسی قسم کے خطرناک ہتھیاروں کے استعمال کو روا رکھے تو اس قانون کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔

جواب:۔ یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ دفاعی طور پر ایٹم بم کا استعمال جائز ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دشمن جیسا تجھ سے سلوک کرے ویسا ہی سلوک اس سے

کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ عمارتوں کا خیال نہ رکھے تو اس کی عمارتوں کا بھی خیال نہیں رکھا جائیگا۔ اگر وہ فصلوں کو نقصان پہنچائے گا۔ تو اسکی فصلوں کو بھی نقصان پہنچایا جائے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ آگ کا عذاب خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ لیکن اگر دشمن لاشیں جلا دے تو پھر اس کی لاشیں جلانا بھی جائز ہوگا

سوال ۶:۔ مکاشفات باب ۲۰ آیت ۷،۸ کی پیشگوئی میں ذکر ہے کہ ایک ہزار سال کے بعد شیطان کو قید سے چھوڑا جائے گا۔ اور یاجوج ماجوج کو جنگ کے لئے اکٹھا کیا جائے گا۔ یہ پیشگوئی اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد پوری ہوئی ہے تو اس کے مطابق ۱۶۳۲ء میں کونسی علامات ظاہر ہونی شروع ہوئی تھیں۔ جو یاجوج ماجوج کے ظہور پر چسپاں ہوتی ہیں۔

جواب:۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ۵۷۱ء میں ہوئی تھی۔ اور چالیس سالی عمر میں آپ نے دعوئے نبوت فرمایا۔ گویا دعوے نبوت ۶۱۱ء میں ہوا۔ اگر اس میں ہزار سال جمع کئے جائیں تو ۱۶۱۱ء بنتے ہیں۔ اور یہی وہ تاریخیں ہیں جن میں ہندوستان میں انگریزوں نے قدم جمانے شروع کئے۔ چنانچہ ۱۶۱۱ء میں مغلیہ حکومت نے خلیج بنگال میں انگریزوں کو کام کرنے کی اجازت دی۔ اور ۱۶۱۲ء میں اس نے سورت میں پہلا کارخانہ کھولنے کی اجازت دی۔ یہ یورپ کی ترقی اور اس کے دنیا میں پھیلنے کی پہلی بنیاد تھی۔ چنانچہ ہندوستان میں قدم جمنے پر ہی انہوں نے دوسرے ایشیائی ممالک اور افریقہ پر قبضہ لیا اور ان کے اس طرح اقتدار حاصل کرنے پر دوسری یورپین اقوام نے بھی ان کے نقش قدم پر چل کر دنیا میں ترقی کی اور یاجوج ماجوج کے غلبہ کا زمانہ شروع ہو گیا۔

سوال ۷:۔ آپ نے لکھا ہے کہ مکاشفات باب ۲۰ آیت ۴ کے مطابق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہزار سال وہ ہیں جبکہ مسیح اپنی آمد ثانی کے وقت اپنے پیروؤں کے ساتھ اس زمین پر حکومت کریں گے۔

جواب:۔ یہ ٹھیک ہے مگر اس جگہ پہلا مسیح مراد نہیں بلکہ مسیح موعودؑ مراد ہے اور اس پیشگوئی میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح موعودؑ کی جماعت ایک دن دنیا پر غالب آجائے گی مگر سب کام آہستہ آہستہ ہوتے ہیں۔ ایک دن آئے گا کہ خداتعالیٰ کا یہ کلام بھی پورا ہو جائے گا۔

(۳) غیراز جماعت احباب بھی کثرت سے فائدہ اٹھاتے ہیں

زائرین

عرصہ زیر رپورٹ میں مشن میں ہر طبقہ اور خیالات کے احباب تشریف لاتے رہے جن میں قابل ذکر احباب حسب ذیل ہیں (باقی صفحہ پر)

سیلون میں تبلیغ اسلام

۴۲۲۵ میل کا تبلیغی و تربیتی سفر۔ غیر مسلموں میں لٹریچر کی تقسیم تین زبانوں میں اخبار کی وسیع اشاعت

ایک نئی جماعت کا قیام۔ ۵ افراد کا قبول اسلام

(از مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب شاہد بتوسط وکالت تبشیر ربوہ)

سیلون میں خداتعالیٰ کے فضل سے اشاعت اسلام کا کام سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ سال گذشتہ کے اواخر اور اس سال کے ابتدائی ایام میں دشمنان اسلام نے ریڈیو کے ذریعہ اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ ہماری طرف سے پر زور احتجاج پر وزیر نشریات نے پارلیمنٹ میں اس پر اظہار افسوس کیا۔ اور آئندہ کے لئے خاص احتیاطی تدابیر کا اعلان کیا۔

عرصہ زیر رپورٹ کے ابتدائی مہینوں میں ملک کی سیاسی فضاء مکدر رہی۔ ملک میں زبان کے مسئلہ پر فسادات ہوتے رہے۔ ۲½ ماہ تک کرفیو نافذ رہا۔ سیاسی اخبار بند ہوگئے۔ عام اخبارات پر سنسرشپ قائم ہوئی۔ مگر جماعت سیلون کا پرچہ "میسیج" Massage ہر سہ زبان میں اپنی سابقہ روایات کے ساتھ بروقت نکلتا رہا۔ اجمالی رپورٹ حسب ذیل ہے:۔

سیلون مشن کا اخبار

The Massage تین زبانوں میں یعنی انگریزی۔ تامل۔ اور سنہالیز میں ایک ہزار کی تعداد میں بروقت شائع ہوتا رہا۔ یہ پرچہ اندرون ملک سو سے زائد اہم لائبریریوں اور اہم درسگاہوں کو مفت روانہ کیا جاتا ہے علاوہ اس کے جنوبی ہند۔ برما۔ سنگاپور بھی اس کے پرچے بھیجے جاتے رہے۔ گذشتہ سال کی نسبت اس سال مستقل خریداروں کی تعداد میں ۲½ گنا اضافہ ہوا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں اس پرچہ کے دو خاص نمبر بھی شائع ہوئے۔ ان خاص نمبروں میں سے ایک میں رمضان کی اہمیت اور اس کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ اور مؤخر الذکر میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپکی بعثت پر مضمون شائع ہوئے۔ ایک بدھ مت پریسیٹ نے نبی اکرمؐ کی شان اور تاریخ اسلام کے بارے میں دو بار نظمیں برائے اشاعت ارسال کیں۔ حضور اکرمؐ کا حجۃ الوداع کا آخری خطبہ۔ نیز منتخب احادیث نبوی کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ غیر مسلموں میں سنہلی زبان کا پرچہ بنام Deathiya (جس کو اب جاری ہوئے تین سال ہو گئے ہیں) خاص مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ ہر سہ پرچوں کو یکجائی صورت میں بھی شائع کیا گیا۔ اخن کے ٹائیٹل پیج کے لئے خاص بلاک بنوایا گیا جس سے پرچے کی شان بہت بڑھ گئی ہے۔ ائمہ فقہ کے سوانح حیات چھپ جانے کے بعد ائمہ احادیث کے سوانح حیات چھاپے جا رہے ہیں۔ یہ اوزم مبارک احمد صاحب کی نگرانی میں یہ پرچہ ایڈیٹ ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ ان کو ہمت سے اس مفید کام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انگریزی شمارے میں بھی عرصہ زیر رپورٹ میں خاص اہم مضامین چھاپے گئے۔ مسیح پاک علیہ السلام کے اقوال کو وقتاً فوقتاً چھاپا گیا۔ نیز قارئین کے سوالات کے جوابات بھی شائع ہوتے۔

تامل ایڈیشن

Thothen کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ شوق سے پڑھتا رہا۔ اس کے پہلے شماروں میں احمدیت پر اعتراضات کے جوابات۔ وفات مسیح۔ ۱۲ سوالوں کے جوابات صداقت مسیح موعود پر مضامین شائع ہوئے ان میں اعدد کے اسباق۔ عربی کے اسباق۔ قرآنی اسباق کا ماہوار سلسلہ جاری رہا۔ نیز خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے تامل ترجمے شائع ہوئے مکرم عبد المجید صاحب اس پرچے کی ترتیب و ترجمہ میں خاص انہماک سے حصہ لے رہے ہیں۔ خداتعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

اشاعت لٹریچر

مقامی اخبار میں اشتہار کے ذریعہ نیز اپنے اخبار میں بار بار اشتہار دے کر مشن کے لٹریچر کی اشاعت کی گئی چنانچہ ۶۰۰ افراد تک بذریعہ ڈاک۔ ۷۰۰ سو افراد تک ملاقات کر کے ضروری کتب اور پمفلٹ پہنچائے گئے۔ ایک عیسائی دوست کا خط موصول ہوا۔ جن کو اسلامی لٹریچر کی ضرورت تھی۔ نیز ایک ہندو گریجوایٹ کا خط ملا جس میں اسلامی لٹریچر طلب کیا گیا تھا۔ ہر دو احباب کو لٹریچر بھجوایا گیا۔

علاوہ ازیں مختلف سکولوں اور کالجوں کے طلبار نے وقتاً فوقتاً احمدیت اور اسلام کے بارے میں لٹریچر منگوایا۔ یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے نمائندے کو کولمبو آنے پر اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ۔ احمدیت اور اس کی اغراض پر مشتمل لٹریچر پیش کیا۔

مختلف مشہور شہروں کی اہم لائبریریوں کو ریویو آف ریلیجنز بھجوایا گیا۔ مستقل خریداروں کو ہر ماہ پرچے بھجوائے جاتے رہے۔ اس کے علاوہ ملک کی اہم شخصیتوں کو مفت ارسال کیا گیا۔ اسی طرح مغربی افریقن اخبار The Truth لائبریریوں اور اہم شخصیتوں کو بذریعہ ڈاک بھجوایا گیا۔

اشاعت لٹریچر

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک کتاب "مسلمان کون ہے؟" چھاپی گئی۔ یہ کتاب مشرقی صوبہ کے ایک اہل حدیث عالم کی کتاب "میں ایک مسلم ہوں" کے جواب میں ہمارے لوکل مبلغ مولوی محمد تبسم صاحب نے بطرز سوال و جواب جس میں کتاب مذکور کے اعتراضات کے مدلل جوابات لکھے گئے۔ یہ کتاب ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر اس علاقہ میں مفت تقسیم کی گئی۔

اسلامک سنٹر

مشن کا اپنا کتب خانہ ہے جس کے لئے ایک بورڈ نگران ہے۔ ہر قسم کا اسلامی لٹریچر ملکی زبان میں مہیا کیا جاتا ہے۔ اس سنٹر کے ذریعہ ملک کے افراد کو ان کی ضروریات کے مطابق لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں نائیجیریا مشن کو سات صد روپے کی کتب پیش کی گئیں۔ یہ کتب خانہ بغیر کسی اجرت اور خرچ کے ہر طبقہ کے لئے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ نیز اسی سنٹر کے ذریعہ ۵/۰ روپے کی کتب مستحق افراد میں مفت تقسیم کی گئیں۔

فضل عمر لائبریری

مشن کے زیر اہتمام فضل عمر لائبریری جاری ہے۔ جس میں کتب سلسلہ کے علاوہ اسلامی علوم پر کافی کتابیں مہیا ہیں۔ ان لائبریری کا سے (باقی)

پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق کون ہے

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد کے رسالہ ظہور احمد موعود پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہوری پارٹی کے ایک پشاوری دوست نے مذکورہ عنوان کے ماتحت لکھا ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے

"سارے رسالے میں حضرت مسیح موعود کو مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق قرار دیا ہے۔ یہ ہمارا اور جماعت ربوہ کا ایک بنیادی اور اصولی اختلاف ہے۔"

اور پھر لکھا ہے کہ

"ایسے استدلالات جو خود حضرت صاحب نے نہیں کئے اور نہ وہ دعاوی کئے ہیں جو اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح لاہور ...)

پشاوری دوست یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو کہیں بھی اپنی تحریرات میں اس آیت سے یہ استدلال نہیں فرمایا کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں یہ صرف قادیانیوں کا اختراع ہے۔ لاہوری دوستوں کی طرح پشاوری دوست کی بھی یہ بھول ہے۔ ہمیں تعجب آتا ہے کہ وہ دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو دیکھ سکتے ہیں مگر اپنے گھر میں پڑا ہوا شہتیر بھی انہیں نظر نہیں آتا۔ اور وہ ادھر اُدھر ٹامک ٹوئیے مارتے پھرتے ہیں دراںحالیکہ آگے چل کر حضرت اقدس کی تحریرات کے اقتباسات پیش کر رہے ہیں کہ حضور نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے۔ اور آپ کی تحریر میں سے یہ اقتباس نقل کیا ہے کہ

"میں مثیل مسیح ہوں اور حضرت رسول کریم کی صفت احمد کا مظہر ہوں۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۲)

اسی طرح انہوں نے خود ہی یہ حوالہ بھی نقل کیا ہے کہ

"اس لئے الہام میں احمد پکارا گیا۔ رسول کریم کا جمالی نام احمد تھا اور جمالی مسیح بھی احمد کہلایا۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۲)

مگر ان حوالجات کو دیکھتے ہوئے بھی وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احمد صرف آنحضرت صلعم ہی تھے۔ مسیح موعودؑ احمد نہ تھے۔ اور قادیانی جماعت خواہ مخواہ حضرت مسیح موعودؑ کو احمد قرار دے کر اس پیشگوئی کا مصداق ٹھیرا رہی ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں مانتی۔ حالانکہ یہ سراسر واقعہ کے خلاف ہے۔

پھر تعجب بر تعجب یہ ہے کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف یہ بات بھی منسوب کر رہے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب کا اب یہ عقیدہ نہیں رہا۔ اور لکھا ہے کہ جو خیال قاضی صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ یہی خیال اولاً جناب خلیفہ صاحب نے شروع شروع میں ظاہر کیا تھا جب کہ ان کو حضرت صاحب کی کتب پر کافی عبور نہیں تھا۔ لیکن اب تو انہوں نے بھی اس خیال میں ترمیم کر لی ہے اور اس کے ثبوت میں پشاوری دوست نے تفسیر صغیر کا یہ حوالہ دیا ہے کہ

"اس آیت میں رسول کریمؐ کی بلاواسطہ اور آپ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورت میں آتا ہے بالواسطہ خبر دی گئی ہے"

مگر اس کے خلاف آپ کا کوئی سابقہ حوالہ نہیں دیا۔ دراصل دوستوں کی یہ غلطی ہے کیونکہ وہ ہمارے مدعا کو نہیں سمجھتے یا جان بوجھ کر اسے بگاڑ کر جماعت کو بدنام کرتے ہیں اور لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ گویا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آپ کی منشاء کے خلاف باتیں منسوب کر کے لوگوں کو آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں دراصل ایسا ظاہر کر کے وہ خود ہی اس بات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

حقیقت الامر

حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلعم احمد نہیں یا یہ کہ آپ حضرت مسیح ناصری کی قرآن میں درج شدہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں اور حضرت مسیح موعود ہی اس کے مصداق ہیں۔ مگر چونکہ ہر جگہ پوری تشریح نہیں ہوتی۔ اس لئے انہیں جماعت قادیان کو بدنام کرنے کا بہانہ مل جاتا ہے۔

ایسی خلاف واقعہ باتوں کے اظہار سے ان کی منشاء جہاں جماعت کو بدنام کرنا ہوتی ہے۔ وہاں وہ غیر احمدیوں کو خوش کر کے ان سے چندہ بٹورنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں جو اس آیت سے صاف صاف ظاہر ہے۔

محمد ـــ اور ـــ احمد

اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد بھی تھے اور احمد بھی تھے۔ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر کامل ہونے کی وجہ سے محمد بھی تھے۔ اور احمد بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ایک رنگ میں ان دونوں صفات کے ماتحت جلال و جمال کا اظہار ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی ایک رنگ میں جلال و جمال کا اظہار ہوا۔ اسلئے اس میں تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر دو محمد بھی تھے اور احمد بھی تھے۔ مگر اس کے ساتھ ایک بات بھی سمجھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں ہیں۔ ایک عرب میں آج سے پیشتر چودہ سو سال قبل ظہور میں آئی اور دوسری آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہوئی۔ پہلی بعثت میں باوجود محمد اور احمد ہونے کے صفت محمدیت کے پرتو کے ماتحت آپ محمدؐ کہلائے۔ مگر دوسری بعثت میں بھی باوجود محمدؐ احمد ہونے کے صفت احمدیت کے پرتو کے ماتحت آپ احمد کہلائے۔ اور اس طرح گویا آپ نے ان ناموں کے ماتحت یہ دو بعثتیں پائیں۔ یا یوں کہیئے کہ آپ نے اپنی ان دو بعثتوں کے ماتحت یہ دو نام پائے اور محمد بھی کہلائے اور احمد بھی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی دوسری بعثت کے ماتحت مبعوث ہونے کی وجہ سے صرف ایک ہی بعثت پائی۔ اس لئے وہ صرف احمد کہلائے۔ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمد تھے اور حضرت مسیح ناصریؑ کی قرآن کریم میں مذکورہ اس پیشگوئی کے مصداق تھے۔ تو اس کا ہرگز یہ منشا نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلعم احمد نہ تھے اور نہ ہی یہ کہ وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہ تھے بلکہ ہمارا مدعا یہ ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی جو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تھی آپ کی دوسری بعثت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پوری ہوئی ... [illegible] ... پیشگوئی آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے پوری ... آپ کی دوسری بعثت کے ذریعہ سے ...

اس نکتہ پر ... [illegible]

سیلون میں تبلیغ اسلام

... فلپائن سے مکہ جانے والے حجاج مشن ہاؤس میں تشریف لاتے۔ ان میں سے بعض نے حج کے بارے میں معلوماتی کتب اور دوسرا لٹریچر حاصل کر کے جہاز میں تقسیم کیا۔ واپسی بھی فلپائن کے حجاج پانچ پانچ چھ چھ کے گروپ میں اپنے ساتھ دوسرے مسلم حجاج کو لے کر مشن ہاؤس تشریف لا کر تبادلہ خیالات کرتے رہے اور سلسلہ کے بارے میں معلوماتی کتب، قرآن کریم کے تراجم خرید کر لے جاتے رہے۔ یہ سلسلہ ہفتہ بھر جاری رہا۔ ان زائرین میں اساتذہ گورنمنٹ کے ملازمین۔ تجار اور سوشل ورکر ہر قسم کے طبقہ کے لوگ شامل تھے۔

مشرقی صوبہ سیلون سے پارلیمنٹ کے مسلمان ممبر M.S. Kariapper صاحب دو بار مشن میں تشریف لاتے۔ آپ حکومت کی طرف سے شادی طلاق کمیشن میں مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ان کو اس بارے میں اسلامی معلومات کی ضرورت تھی۔ انہیں اس بارے میں مواد فراہم کیا گیا۔ آپ ریویو کے دیرینہ مطالعہ کرنے والے اور ایک سنجیدہ مزاج انسان ہیں۔

چند پاکستانی جہاز ران اپنے دوران قیام میں گاہے بگاہے مشن میں تشریف لاتے۔ جن کو اسلام کی اصل روح اور سلسلہ کے بارے میں معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ مشرقی صوبہ کے مسلم اساتذہ اور طلباء نے جو کولمبو کی سیر اور دیگر ضروریات کے لئے آئے ہوئے تھے مشن میں بطور مہمان قیام کیا۔ دوران قیام میں ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ایک انگریزی فرم کے چند احمدی ملازمین نے کراچی سے مالدیپ جاتے ہوئے مشن میں آکر جمعہ پڑھا اور جماعت سے تعارف حاصل کیا۔ انہوں نے مالدیپ جا کر اپنے دوستوں کے پتے برائے ترسیل لٹریچر بھجوائے اور اس طرح ان سے خط و کتابت بھی جاری رہی۔

ہمارے چینی احمدی دوست محمد ادریس وانگ جو ربوہ میں ایک لمبا عرصہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد چین جا رہے تھے اپنے ایک ہمسفر چینی غیر مسلم کو مشن میں لائے جن کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا Dhanam M.P. جو مسلم ملائیوں کی طرف سے پارلیمنٹ میں نمائندہ ہیں۔ کتاب An Interpretation of Islam کے حصول کے سلسلہ میں مشن میں تشریف لاتے ان کی خواہش ہے کہ وہ یہ کتاب اپنے غیر مسلم دوستوں میں کثرت سے تقسیم کریں۔ ان کی اس خواہش کو پورا کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

طلباء کا رجحان

نوجوان طبقہ اور طلباء میں احمدیت کے بارے میں جستجو کا مادہ بڑھ رہا ہے۔ بذریعہ ڈاک بذریعہ ملاقات مسلم سکولوں اور کالج کے طلباء لٹریچر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ سے پیوستہ سال G.C.E. کے طلباء کے لئے The Holy Quran ... Islam ... کے نام سے ایک کتاب اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام درج کروائی گئی تھی امتحان کے قریب طلباء اس کتاب کے حصول کے لئے خطوط لکھتے رہے اور اسی کتب بھیجی گئی۔ یہ کتاب سابق مبلغ سیلون مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر کی تصنیف کردہ ہے۔ ... [illegible]

درخواست دعا ۔ میں ۱۸ اکتوبر سے مسلسل بیمار ہوں بیماری بلڈ پریشر کا بہت زیادہ بڑھ جانا اور گردہ کا عارضہ لغزش ... [illegible] ... احباب سے درخواست ہے کہ وہ ... اللہ تعالیٰ مجھے کامل صحت عطا فرماوے اور ہمیشہ کیلئے ان امراض کو ختم کر کے خدمت دین ... توفیق بخشے اور طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔ ... محمد احمد ... [illegible]

اب میں اس کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کا وہ حوالہ ازالہ اوہام سے درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جس میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ اور جسے ہمارے پشاوری دوست نے چھوا تک نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے اندر جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔" (ازالہ اوہام جلد دوم ص۶۷۳)

اس حوالہ نے اصل حقیقت سے بالکل پردہ اُٹھا دیا ہے۔ مگر جیسا کہ ہمارے لاہوری دوستوں کی یہ عادت ہے انہوں نے اس حوالہ کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا ہی اپنی فتح سمجھ لیا ہے۔ وہ الزام ہم کو دیتے تھے تصور اپنا نکل آیا۔ پشاوری صاحب نے وعدہ تو یہ کیا تھا کہ آیت مبشراً (برسول) یاتی من بعدی اسمہ احمد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ مع حوالجات کتب عرض کئے دیتا ہوں مگر افسوس ہے کہ وہ اپنے اس وعدہ کا ایفا نہ کر سکے۔ کیا انہوں نے ازالہ اوہام کا مذکورہ حوالہ اپنے مضمون میں دیا۔ نہیں اور یقیناً نہیں۔ کیوں اسلئے کہ یہ حوالہ ان کے مدعا کے سراسر خلاف تھا۔ اور ان کے خیال فاسد کو خاک میں ملاتا تھا۔ دیانتداری کا تقاضا تھا کہ وہ اس حوالہ کو بھی اپنے مضمون میں جگہ دیتے اور پھر جو چاہتے اس کے متعلق بحث کرتے اگر یہ حوالہ ان کے مضمون میں آجاتا تو قارئین کو اصل حقیقت سمجھنے کا موقعہ مل جاتا۔ مگر یہ تو تب ہوتا جب ان کی نیت اس ارادہ کو لے کر کھڑی ہوتی۔ ہمارے پشاوری دوست نے یہ ڈینگ بھی ماری ہے کہ ایک وقت تھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے واقفیت نہ تھی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کی طرف غلط باتیں منسوب کر دیں۔ پشاوری کا مدعا یہ ہے کہ ہم ایسی غلطی کبھی نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں آپؑ کی تحریرات پر عبور کامل حاصل ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو حضرت اقدس کی جملہ تحریرات پر عبور حاصل ہے اور آپ ہر طرح ان سے واقفیت رکھتے ہیں۔ تو آپ باوجود وعدہ کے ازالہ اوہام کا مذکورہ حوالہ درج کرنے سے کیوں کتراتے ہیں آخر اس کی کونسی معقول وجہ تھی جس کی بناء پر آپ نے اسے چھونا گوارا نہ کیا۔ آپ کے اس ادعا کے پیش نظر اس کی وجہ سوائے حق پوشی کے اور کوئی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چونکہ اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو بھی احمد ظاہر کیا ہے۔ اور پھر مسیح ناصری کی اس پیشگوئی کا مصداق ٹھیرایا ہے۔ اس لئے آپ نے اسے ترک کرنے ہی میں خیر سمجھی ہے۔

نبوت مسیح موعودؑ

آخر میں پشاوری دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے ایک حوالہ پیش کر کے اس سے آپ کی نبوت و رسالت کے خلاف استدلال کیا ہے مگر ان کا ایسا کرنا بھی کسی صورت میں انہیں حق بجانب قرار نہیں دیتا۔ اس لئے کہ اس کے بعد حضور نے ایک غلطی کے ازالہ میں اس کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ فرما دیا ہے۔ کہ میں کوئی نئی شریعت لانے والا ہوں یا مستقل طور پر نبی ہوں۔ پس اس تشریح و توضیح و ازالہ کے بعد معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

قابل غور بات

آخر میں عرض ہے کہ غیر مبایعین حضرات یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔ کہ حضرت اقدس صرف مجدد تھے نبی نہ تھے۔ مگر حضرت اقدس نے خود یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں نبی ہوں اور خدا کی طرف سے میں نے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ پایا ہے۔ جو اپنی کمیت و کیفیت میں اعلیٰ درجہ کا ہے۔ امور غیبیہ مجھ پر بکثرت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں بھی بہت سے انبیاء آئے جو اپنے ساتھ کوئی نئی شریعت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صرف پیشگوئیاں کرتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ انہوں نے بھی پیشگوئیاں پائیں اور نبی کا نام پایا۔ اور آپ نے بھی پیشگوئیاں کیں اور نبی کا نام پایا۔ پھر یہ لوگ کس بناء پر انبیاء بنی اسرائیل کو تو نبی سمجھتے ہیں اور خالی مجدد قرار نہیں دیتے۔ مگر حضرت اقدس کو نبی نہیں قرار دیتے اور صرف مجدد مانتے ہیں۔ آیا ان میں کوئی مابہ الامتیاز ہے یا محض نظر کا دھوکا؟

اب میں وہ حوالہ درج کر دیتا ہوں جس میں آپ نے بنی اسرائیل کے انبیاء کو صرف پیشگوئیاں ملنے کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

اور چشمہ مسیحی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں عیسےٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔۔۔۔۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعوےٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کامل کی پیروی سے ایک شخص عیسےٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔" (چشمہ مسیحی ص۱۴)

جب صورت حال یہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسیح ناصری علیہ السلام کو تو صرف نبی قرار دیا جائے نہ کہ محض مجدد۔ مگر مسیح موعود علیہ السلام کو اسی پوزیشن میں بلکہ اس سے بڑھ کر پوزیشن حاصل کر نے سے صرف مجدد ہی سمجھا جائے۔ اور آپ کی نبوت سے انکار کر دیا جائے۔ بالخصوص جبکہ خدا بھی آپ کو بار بار نبی کے نام سے پکارتا رہا۔ اور آپ بھی بار بار اعلان فرماتے رہے کہ ہمارا دعویٰ ہی یہ ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔

منقولات

کیڑوں کا مجموعہ

سکھوں کے مشہور اخبار پر بھات میں سردار گوپال سنگھ جوشی کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "ہزاروں کیڑوں کا مجموعہ سؤر کا گوشت" مضمون نگار نے لکھا ہے کہ سؤر کا گوشت سکھ پنتھ میں "مہا پرشاد" کے نام سے مشہور ہے جس کو ہزاروں سکھ بڑے اتم چیز سمجھ کر پریم سے کھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ گوشت ہزاروں کیڑوں کا مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر ٹوڈ نے ثابت کیا ہے کہ سؤر کا گوشت دیر ہضم ہی نہیں بلکہ مضر صحت بھی ہے۔ اس کے جسم میں خوردبینی کیڑے بے شمار رہتے ہیں۔ جن پر گرمی سردی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ایسے سخت جان ہیں کہ کھولتے ہوتے پانی میں بھی نہیں مرتے۔ جو شخص یہ گوشت کھاتا ہے اس کے جسم میں کیڑے پھیل جاتے ہیں اور صحت کو خراب کرتے ہوئے کئی قسم کی بیماریاں بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ اس ڈاکٹر نے یہ بھی لکھا ہے کہ مرض جذام کا ایک سبب سؤر کا گوشت بھی ہے۔ اس نے مڈغاسکر کے دو جزیروں کا بھی ذکر کیا ہے کہ ایک کے باشندے سؤر کا گوشت کھاتے تھے۔ دوسرے کے لوگ اس سے پرہیز کرتے تھے، پہلے لوگوں میں جذام کی کثرت تھی، دوسرے لوگوں میں اس مرض کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اس ڈاکٹر کی یہ بھی تحقیق ہے کہ سؤر کا گوشت کھانے والا تھکان بھی محسوس کرتا ہے اس سے عقل میں بھی فتور پیدا ہوتا ہے۔ کسی وقت جوڑوں میں درد کے بعد پٹھے بھی اکڑ جاتے ہیں (الجمعیۃ ۱۱/۵۸/۲۴ بحوالہ پربھات ۱۱/۵۸/۱۷)

سچائی ہر زمانہ سے آگے

اس مضمون میں سؤر کے گوشت کی جو خرابیاں بیان کی گئی ہیں وہ ہمارے لئے یا طبی دنیا کے لئے کوئی نیا انکشاف نہیں ہے ہمیں تو یہ بتلانا ہے کہ ایک سکھ نے اپنے بھائیوں کو سؤر کے گوشت سے پرہیز کرنے کی ہدایت کی ہے۔ سکھوں میں بقول مضمون نگار یہ گوشت بہت مرغوب ہے۔ اور ان کے نزدیک یہ "مہا پرشاد" کا حکم رکھتا ہے۔ مگر ان میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو سؤر کے گوشت کو مضر صحت سمجھتے اور اس سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام نے سؤر کے گوشت اور شراب کی حرمت کا اس وقت اعلان کیا جب طبی اور سائنسی تحقیقات کی کوئی بنیاد نہیں پڑی تھی، نہ لوگ خوردبین سے واقف تھے نہ طب کے ماہروں نے کوئی لیبورٹیری قائم کی تھی۔ میڈیکل سائنس تو بعد کی پیداوار ہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اسلام کے قانون حلت و حرمت کی صداقت پر مہر لگتی گئی۔ کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ سائنس نے جس قدر ترقی کی اسی قدر اسلام کی صداقتیں آگے ہی آگے نظر آئیں۔ سائنس سے مات کھانا تو کجا۔ خود سائنس کو ان کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ شراب کو دنیا کے کسی مذہب نے حرام نہیں کیا۔ مگر آج اس کے خلاف ساری دنیا میں منظم کوشش ہو رہی ہے۔ اسلام کا یہ فیصلہ کہ شراب ام الخبائث ہے۔ طبی اور سماجی نقطۂ نظر سے بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔ اور ان قوموں نے بھی اس کی مضرتوں کو محسوس کیا جن کے مذہب نے ان کو جائز قرار دیا تھا یا وہ اس بارے میں بالکل خاموش تھے، سؤر کی حرمت پر اسلام نے شہادت دی ہے مگر طبی تحقیقات نے کسی دور میں بھی اس کی تکذیب نہیں کی بلکہ آج اس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ بتانا صرف یہ ہے کہ اسلام کی سچائیاں ہر زمانہ میں آگے ہی آگے رہتی ہیں۔ اور جو سچائیاں آج سمجھ میں نہیں آتیں وقت آئے گا کہ ان کی سچائی پر بھی لوگ گواہی دیں گے جو آجکل ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۱/۵۸/۲۳)

اعلان نکاح

قادیان ۲۸ نومبر آج بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے برادرم الملک محمد بشیر صاحب درویش کا نکاح محترمہ منور بیگم صاحبہ بنت عبدالستار صاحب مرحوم ساکن مجیدواہ (کشمیر) بعوض پانچصد روپیہ حق مہر پڑھا۔ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت و مثمر ثمرات حسنہ ثابت فرمائے آمین۔ ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام جناب مودودی صاحب کی نظر میں!

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۱)

جناب یسوع مسیح کی موت و زندگی کے متعلق آجتک دو قسم کے خیالات پائے جاتے تھے۔ ایک جماعت ان کے رفع جسمانی اور حیات تا حین عنصری کی قائل تھی۔ جیسے عیسائی اور عام مسلمان اور دوسری جماعت ان کے رفع روحانی اور وفات کی قائل تھی جیسے احمدی اور خدا ابن اُمت۔ لیکن ان کی حیات و وفات کے سلسلہ میں کبھی نے آجتک اُن کی غیبوبت کا خیال ظاہر نہیں کیا تھا۔ اس نظریہ کی ایجاد کا سہرا جناب مودودی صاحب کے سر چڑھا انہوں نے اپنی مایۂ ناز تفسیر "تفہیم القرآن" میں حیات و وفاتِ مسیح پر مفصل بحث کرنے کے بعد اس کا نتیجہ اس طرح پیش کیا۔

"پس مناسب یہ ہے کہ ان کے رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے۔ اور ان کی موت طبعی سے بھی۔"

غیبوبت مسیح

ان الفاظ پر غور کرنے کے بعد غیبوبت مسیح کی صورت سامنے آجاتی ہے سو واضح ہو کہ جو لوگ اپنے امام کی غیبوبت کے قائل ہیں جیسے شیعوں میں اثنا عشری اور مستعلی۔ اور جناب موعود (بنی صاحب) کے قول کے مطابق جناب سید احمد بریلوی کے بعض ارادتمند۔ ان کے نزدیک غیبوبت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اُن کے امام جیتے جی انسان کی آنکھوں سے غائب ہو گئے۔ اور آج تک زمین کے کسی غار یا پہاڑ کے کسی کھوہ میں اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہیں اور وقت موعود پر ظہور فرما ہوں گے۔ چنانچہ شیعہ اثنا عشری اپنے بارھویں امام محمد مہدی ابن حسن عسکری کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ سامرہ کے سرداب نامی غار میں روپوش ہو گئے اور اسمٰعیلی مستعلی اپنے چار اماموں کی غیبوبت کے قائل ہیں۔ عبید اللہ۔ احمد۔ حسین۔ طیب۔ ان دونوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے امام وقت موعود پر ظاہر ہوں گے۔

اسلئے جناب یسوع مسیح کے متعلق مودودی صاحب کے یہ فرمانے کے بعد کہ

"نہ ان کے رفع جسمانی کی تصریح کی جائے نہ موت طبعی کی۔" ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ ان کے غیبوبت پر ایمان لایا جائے۔۔

مگر افسوس کہ انہوں نے اس بحث کو بالکل تشنہ چھوڑا ہے۔ اور اس غیبوبت کی کوئی تفصیل ہمارے سامنے نہیں رکھی۔ اگر وہ تاریخی حقیقت کے پیش نظر یہ کہتے کہ جناب یسوع مسیح صلیب کے بعد قوم کی نفرتوں سے بچتے ہوئے کسی اور ملک کی طرف ہجرت کر گئے۔ تو یہ غیبوبت کی ایک معقول شکل ہو سکتی تھی۔ مگر افسوس کہ وہ ایسی معقول بات کہنے سے معذور رہے۔

تضاد بیانی

جناب مودودی صاحب کا مذکورہ بالا نظریہ سننے کے بعد یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے اس مسئلہ میں کچھ جدّت کی ہے اور کچھ نئے دلائل و آیات سے غیبوبت مسیحؑ کی شکل نکالی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس خیال کی پشت پر ان کی مجتہدانہ شان اور فقیہانہ زعم کے سوا کچھ نہیں۔ وہ اپنے اس خیال کی تائید میں نہ عقلی دلیل پیش کر سکے ہیں نہ نقلی۔ بلکہ اس کے برعکس سارے مباحث پر نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ نظریہ خود اپنے اجتہاد [illegible] تحریر فرمایا ہے انہوں کے دوران میں جو دلائل دیں۔ ہر جگہ مسیحیوں کی ہمنوائی کی ہے نیز یہ لوگوں کے عقیدہ رفع جسمانی اور حیات خاکی کو برحق قرار دیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ قرآن پاک کو بھی انہیں خیالات کا مؤید ثابت کیا ہے۔ مسیحیت کی تائید میں اتنا زور قلم دکھانے کے بعد ان کے عقائد کی تصریح سے اجتناب کرنے کی ہدایت سخت محل تعجب ہے۔ اور معلوم نہیں کہ جناب مودودی صاحب نے کس مصلحت کی بنا پر ہم لوگوں کو اس ورطۂ حیرت میں ڈالا ہے۔

حیات مسیح کی تائید

آئیے ذرا تفہیم القرآن کا مطالعہ کیجئے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ انہوں نے کتنے شد و مد سے حضرت عیسےٰ کے رفع جسمانی اور حیات مادی کی تائید کی ہے۔ ولکن شبہ لہم کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"مسیح صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلے اٹھا لئے گئے تھے"

(تفہیم صفحہ ۴۱۲)

اس کے بعد بل رفعہ اللہ الیہ پر بحث کرتے ہوئے تفہیم صفحہ ۱۱۵ میں صاف لکھا ہے کہ مسیحیوں میں رفع جسمانی کا عقیدہ اگر یہ غلط ہوتا تو قرآن ایسی زبان استعمال نہ کرتا جس سے اس کو تقویت پہنچی ہو۔

پھر سورۂ آل عمران کی آیت کریمہ۔ اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ الوہیت مسیحؑ کے پیدا ہونے کے تین اہم ترین اسباب تھے۔

۱۔ حضرت مسیحؑ کی اعجازی ولادت

۲۔ اُن کے صریح محسوس ہونے والے معجزات۔

۳۔ ان کا آسمان کی طرف اُٹھایا جانا جس کا ذکر صاف الفاظ میں اُن کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں۔

پہلی اور دوسری بات کی قرآن نے تصدیق کی۔

اب اگر تیسری بات کے متعلق عیسائیوں کی روایت سرے سے غلط ہوتی تب تو "عقیدہ الوہیت مسیحؑ کی تردید کے لئے ضروری تھا کہ صاف صاف کہہ دیا جاتا کہ جسے تم اللہ اور ابن اللہ کہہ رہے ہو۔ وہ مر کر مٹی میں مل چکا ہے۔ مزید اطمینان چاہتے ہو تو فلاں مقام پر اُس کی قبر دیکھ لو۔

پھر وہ آیت متوفیک کے ماتحت تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ:۔

وہ جس نے آخری وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کہا تھا اور وہ جس کی تصویر تم لئے پھرتے ہو وہ مسیح نہ تھا۔ مسیح کو تو خدا نے پہلے ہی اُٹھا لیا تھا۔

اسی طرح بل رفعہ اللہ پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اگر اس سے رفع درجات مراد ہوتا جیسے ادریس کے متعلق

خدا کے سامنے اتاودی

رفعناہ مکاناً علیاً آیا ہے۔ تو اس کو بیان کرنے کے لئے زیادہ مناسب الفاظ یہ ہو سکتے تھے کہ یقیناً اُنہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو زندہ بچا لیا اور پھر طبعی موت دی۔ یہودیوں نے اس کو ذلیل کرنا چاہا تھا مگر اللہ نے اس کو بلند درجہ عطا کیا۔

سبحان اللہ مودودی صاحب نے خدا کو اظہار مدعا کے لئے کیا خوب الفاظ بتائے ہیں۔ اس کے ساتھ احمدیوں پر طنز کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:۔

اس کے بعد جو لوگ قرآن کی آیات سے وفات مسیحؑ کا مفہوم نکالتے ہیں وہ دراصل یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ میاں کو صاف اور سلجھی ہوئی عبارت میں اپنا مطلب تک ظاہر کرنے کا سلیقہ نہیں۔

ان حوالوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جناب مودودی صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کے معتقد ہیں۔ اور اس مسئلہ میں عیسائیوں کی ہمنوائی ضروری سمجھتے ہیں اور قرآن پاک کو بھی اس عقیدہ کا مؤید قرار دیتے ہیں۔

خلاف گوئی

اب اگر یہ سوال ہو کہ اُنہوں نے مذکورہ بالا حوالوں کی موجودگی میں یہ کیسے لکھا کہ

"پس مناسب یہ ہے کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے اور موت سے بھی۔"

تو گذارش ہے کہ یہ کوئی تعجب نہیں کبھی کبھی بعض علمی مجالس میں اس قسم کے مغالطے بھی برتے جاتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ عیسائیوں کے عقیدہ رفع جسمانی کی بار بار تائید کرنے کے بعد اس قول کی کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ "اہل معانی" کے نزدیک اس پر بھی کذب کی تعریف صادق آسکتی ہے۔ کہ ایک بات اپنے علم و اطلاع کے خلاف بیان کی جائے۔ خواہ وہ خارج میں صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ اس قاعدہ کے تحت ہر دو فریق میں سے کسی ایک کے سامنے جناب مودودی صاحب کی خلاف گوئی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔

احیاء موتی وغیرہ

یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ علمائے کرام جناب یسوع مسیح کو ایک مافوق الفطرۃ انسانی ثابت کر کے اسلام کی کونسی خدمت تصوّر کرتے ہیں۔ ابھی تک وہی الف لیلا احیاء موتیٰ۔ خلق طیور۔ دست شفاء۔ مباحثہ طفولیت رفع جسمانی اور حیات مع جسد عنصری کی باتیں ہیں۔ مسیحیوں کے یہ خانہ زاد افسانے کچھ اس طرح ان کے اندر بس گئے ہیں۔ کہ جہاں ان کی روحانی صفات کا ذکر آیا انہیں یہ افسانے یاد آگئے۔ جناب مودودی صاحب نے بھی اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" میں ہر آیت متعلقہ کے ماتحت یہی کہانیاں سنائی ہیں۔ رفع جسمانی کے اقرار و انکار میں بھی یہی راز ہے۔ قرآن کریم میں کہیں رفع جسمانی کا ذکر نہیں۔ لیکن عیسائی کتب میں بڑی شد و مد سے اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ لہذا اُنہوں نے بھی عیسائی عقیدہ کی تائید کی۔ اور پھر غضب یہ ہے کہ نہ صرف خود تائید کی بلکہ قرآن پاک کو بھی نیز ... کا ہمنوا بنایا۔ اور اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کرنے کے باوجود کہ

"نہ ہم اُن کے رفع جسمانی کے قائل ہیں نہ موت کے۔"

ہر جگہ عقیدہ رفع جسمانی اور حیات عنصری کی تائید کی۔

جناب مودودی صاحب کا نقطۂ نظر

جناب مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر واقعی قرآن پاک حضرت مسیحؑ کو مردہ قرار دیتا ہے تو خدا نے یہ مفہوم ادا کرنے کے لئے توفی کا لفظ کیوں اختیار کیا۔ اُن کے نزدیک قرآن پاک یہ لفظ استعمال کر کے اپنا مافی الضمیر ادا کرنے سے قاصر رہ گیا۔

وہ بل رفعہ اللہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"قرآن اگر لفظ موت استعمال کرتا تو اُن کی موت ثابت ہوتی وفات جو محتمل المعنیین ہے اس سے وفات

ثابت نہیں ہوتی بلکہ عقیدہ الوہیت مسیح کو اور تقویت پہنچتی ہے۔"

معنی توفی

پھر وہ آیت متوفیک کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ توفی کے اصل معنے واپس لے لینے کے ہیں اور یہاں یہ لفظ (TO RECALL) کے معنے میں مستعمل ہوا ہے جس کے معنے ہیں کسی عہدیدار کو اپنے منصب سے واپس بلا لینا۔

تعجب ہے کہ ایک ہی لفظ توفی ہے۔ جب اس کا استعمال حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ صلحاء۔ ابرار۔ آئمہ کبار اور اسماء رجال میں رواۃ احادیث کے متعلق ہوتا ہے تو یہ اُس کے معنے موت کے کرتے ہیں۔ لیکن جب یہی لفظ حضرت یسوع مسیح کے متعلق استعمال ہوتا ہے تو انہیں لُغت میں کچھ معنے نظر آنے لگتے ہیں چنانچہ جناب مودودی صاحب متوفیک کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

روح قبض کرنا اس لفظ کا مجازی استعمال ہے نہ کہ اصل لغوی معنے

افسوس کہ جناب مودودی صاحب نے اپنے اس قول کی تائید میں کوئی سند پیش نہیں کی۔ اگر ان کا یہ قول درست مان لیا جائے تو بھی وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ کسی علم و عقیدہ کی تشریح محض الفاظ کے لغوی معنے سے نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ ہر لفظ کی تشریح کرتے وقت لغت کے علاوہ عُرف۔ نحو اور مرضی متکلم کا لحاظ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلام کے ارکان خمسہ یعنی صلوٰۃ۔ صوم۔ زکوٰۃ اور حج ہی سے کون سا ایسا لفظ ہے جس کے معنے لُغت پر، شرعی اصطلاح کے مطابق کئے گئے ہوں؟ اسی لئے کہا گیا ہے "لکل ان یصطلح" اور اس کے لئے کافی ہے کہ لغوی معنے سے محاورہ کو ادنےٰ سی مناسبت ہو اور یہ طریق استعمال اتنا مروّج و مستعمل ہے۔ کہ بسا اوقات ایک ہی لفظ طب، ریاضی۔ فلکیات و طبعیات میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہر جگہ موقع و محل یا مرضی متکلم کے مطابق الگ الگ معانی کئے جاتے ہیں۔ لہذا جناب مودودی صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ متوفیک یا توفیتنی کا ترجمہ کرتے وقت اس مفہوم کو مدنظر رکھتے ہیں۔ جو قرآن کریم وسنت مطہرہ اور محاورہ اہل زبان میں مستعمل ہے

توفی کا وضعی معنی

جناب مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:

توفی کے لغوی معنے قبض جسم و روح کے ہیں۔

ان کے نزدیک واضع نے اس لفظ کو اسی لئے وضع کیا تھا۔ لیکن جب اُن سے پوچھا جاتا ہے کہ اگر یہ واقعہ ہے تو یہ لفظ کتنی مرتبہ اس معنے میں مستعمل ہوا ہے تو فرماتے ہیں کہ یہ لفظ آج تک صرف ایک ہی مرتبہ اپنے لغوی معنے میں بولا گیا ہے۔ اور وہ واقعہ عیسےٰ علیہ السلام ہی۔ چنانچہ وہ بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

توفی بمعنے قبض ... روح کی کوئی دوسری نظیر اس نے نہیں پیش کی جاسکتی کہ دنیا میں ایسا کوئی واقعہ گذرا ہی نہیں۔

لیکن اگر یہ واقعہ ہی تاریخی بنیاد پر نہ ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس لفظ کو وضع کئے لاکھوں برس گذر چکے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں کتابیں لکھی گئیں۔ کروڑوں واقعات رونما ہوئے اور ہزاروں بار شعراء و اہل زبان نے ان الفاظ کا استعمال کیا۔ مگر کبھی اپنے پورے لغوی معنے میں مستعمل نہ ہو سکا۔ اس لفظ کی بے چارگی پر بڑا رحم آتا ہے۔ اس بیان سے اہل نظر سمجھ سکتے ہیں کہ انہوں نے توفی کا جو اصل معنے بتایا ہے۔ اس کی غلطی پر خود اہل زبان و شریعت کی شہادت بھی پیش کر دی ہے۔ اور اس کی تائید میں انجیلی مزخرفات کے سوا اور کچھ نہ پیش کر سکے۔

توفی بمعنی موت

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے لیسی تحدی کے ساتھ چیلنج دیا کہ کوئی ایسی نظیر لاؤ جس میں اس لفظ توفی کا فاعل خدا یا فرشتہ ہو اور اس کا مفعول ذی روح ہو یا یہ لفظ بصیغہ مجہول مستعمل ہوا ہو اور اس کا نائب فاعل انسان ہو۔ اور اس کے معنے قبض روح کے سوا قبض جسم کیا گیا ہو۔ آج تک اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ جناب مودودی صاحب نے اسی خفت کو مٹانے کے لئے کہا کہ دنیا میں ایسا کوئی دوسرا واقعہ گذرا ہی نہیں اس لئے ہم نظیر کہاں سے لائیں۔

وفات مسیح اور اکابر اُمت

جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کی یہ معذرت اقرار شکست کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ اکابر اُمت میں کبھی یہ عقیدہ مقبول نہیں ہوا۔ لیکن جب مسلمان اپنے دینی مرکز سے نکل کر مسیحیوں کے ملک میں آنے جانے لگے اُن سے رشتہ مناکحت کرنے لگے اور اُن کے بچوں کو مسیحیوں کی کہانیاں سنائی جانے لگیں تو اس راہ سے ان کی طبیعت میں بھی عجوبہ پرستی آتی گئی۔ متقدمین میں اس نکتہ کو حافظ ابن القیم اور شامی نے خوب سمجھا اور لکھا کہ عقیدہ حیات مسیح کی بنیاد اسرائیلی روایات پر ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اور واقعی عہد صحابہ کا علمی و روحانی مذاق دیکھا جائے تو کہیں اس عقیدہ کا سراغ نہیں ملتا۔ جس کی ایک دلیل تو یہی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی تمام صحابہ کے سامنے یہ سوال آیا کہ کیا سنت الٰہی کی کوئی ایسی شق بھی ہے جس کے ماتحت نبی اپنی قوم سے روپوش و غائب ہو سکتا ہو مگر مرتا نہ ہو۔ تو تمام صحابہ کرام نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر اس امر پہ اجماع کیا کہ سنت الٰہی کی کوئی ایسی شق نہیں اور وہ اس پر آنوں نے

مودودی فتاوی اور صحابہ کرام

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل سے استدلال کیا۔ (بخاری شریف کتاب النبی الی کسریٰ و قیصر)

یہیں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام کی فراست روحانیہ اور جناب مودودی صاحب کے علم مجتہدانہ میں کتنا فرق ہے۔ یہ اپنی تفہیم القرآن میں زیر آیت بل رفعہ اللہ الیہ۔ تحریر فرماتے ہیں کہ وفات مسیح پر زیادہ سے زیادہ آیت متوفیک سے استدلال کیا جا سکتا ہے یعنے اُن کے نزدیک قرآن کریم میں صرف ایک ہی ایسی آیت ہے جسے وفات مسیح کے ماننے والے اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر صحابہ کرام کی بصیرت عارفانہ دیکھیئے کہ انہوں نے تمام انبیاء کی وفات پر خدا پاک کی ایک جامع و مانع سنت سے استدلال کیا۔ اب ایک سعادت مند انسان کی ہدایت کے لئے یہی کافی ہے کہ اگر آیت کریمہ وما محمد الا رسول..... الخ میں استثناء کی کوئی گنجائش ہوتی تو وہ ضرور اس سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات پر بھی استدلال کرتے اس لئے کہ اُن سے زیادہ اور کون اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر حریص ہو سکتا تھا۔ لیکن جب ان کے نزدیک یہ تمام انبیاء و مرسلین کی وفات پر شاہد ناطق تھی۔ حتیٰ کہ اُس نے سید النبیین صلے اللہ علیہ وسلم جیسی نافع ہستی کی وفات پر شہادت دے دی۔ تو پھر اس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیسے بچ سکتے تھے

غیرت کی جا ہے عیسےٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

(باقی آئندہ)

بورنیو کے نو مسلم احمدی بھائی کے ساتھ چند دن (بقیہ صفحہ نمبر ۱)

ساتھ خدا نے کلام کیا اور جس نے تمام مذاہب کو دعوت دی کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس مذہب کے ذریعہ آج بھی انسان خدا سے ہمکلام ہو سکتا ہے اسلئے ہر وہ شخص جو اس مادی زمانہ میں خدا تعالےٰ سے ملنے کا خواہشمند ہو وہ میرے پاس آئے۔

میرے یہ الفاظ سنکر انہوں نے بے ساختہ کہا کہ یہ کون شخص ہے اور اس کا مسکن کہاں ہے؟ میں نے اُنکے شوق کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی ایک اقتباسات سنائے اور حضور کے خلیفہ ثانی حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی زندگی کے واقعات بیان کئے تب انہوں نے پاکٹ بک نکالی اور کہا کہ مجھے اس مقدس مقام کا پتہ دیں میں نے ارض مقدسہ قادیان کا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایڈریس لکھ کر دیا اور درخواست کی کہ آپ کبھی وقت نکال کر قادیان کی اس مقدس بستی کو ضرور دیکھیں جہاں اس زمانہ میں خدا کا نور نازل ہوا ہے۔

گجرات کے یہ دوست چونکہ آگرہ میں لووارڈ تھے اسلئے انہوں نے ہمارے ساتھ ہی قیام کیا اور آگرہ کے مشہور مقامات دیکھے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ آگرہ پہنچ کر ٹیو صاحب نے بڑی دلچسپی سے تاج محل۔ قلعہ۔ شاہی جامع مسجد۔ اسکندرہ (مزار شہنشاہ اکبر) اور فتح پور سیکری میں اکبر کے محلات کو دیکھا ان جملہ عمارات کو دیکھ کر ٹیو صاحب نے کہا کہ بادشاہوں نے بڑی بڑی عمارات بنائیں۔ محلات بنائے اور مقبرے تعمیر کئے لیکن اسلام کی تبلیغ کے لئے کوئی خاص اسکیم نہ بنائی۔ میں ان کی اس بات کو سنکر تڑپ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ

این سعادت بزور بازو نیست

یہ سعادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی قائم کردہ غریب احمدیہ جماعت کے نصیب ہی تھی۔ بادشاہ اس سعادت کو کیونکر حاصل کر لیتے۔ جبکہ رسول خدا نے بھی فرمایا کہ بدا الاسلام غریبًا وسیعود غریبًا فطوبیٰ للغرباء۔

آگرہ کے مقامات کو دیکھنے کے بعد ہم دونوں صالح نگر کے احمدی احباب سے ملاقات کرنے کیلئے صالح نگر پہنچے صالح نگر کی جماعت کا قیام سنہ میں اسوقت ہوا جبکہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے خاص ارشادات کے ماتحت مبلغین و مجاہدین احمدیت شدھی کا مقابلہ کرنے کیلئے ملکانہ علاقہ میں وارد ہوئے۔ الحمد للہ کہ انہی کوششوں کے ثمر سے ہی آج بھی اس علاقہ میں احمدیت کے فدائی موجود ہیں۔ چنانچہ جونہی احباب جماعت کو ٹیو صاحب کی آمد کی خبر ملی احباب آپکی قیام گاہ پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ صالح نگر میں قیام بالکل مختصر تھا تاہم وہ وہاں کے ہماری انٹر کالج میں ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا جس میں خاکسار نے اور ٹیو صاحب نے تقاریر کیں۔ یہ جلسہ کالج کے پرنسپل صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ صاحب صدر نے حاضرین سے ہمارا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ مسٹر ٹیو صاحب بورنیو سے تشریف لائے ہیں اور مولانا صاحب جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ حضرات یہاں تشریف لائے کیونکہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ بزرگ خواہ کسی بھی جماعت اور فرقے سے تعلق رکھتے ہوں انکے خیالات سنکر انکی اچھی باتیں حاصل کر لینی چاہئیں۔

آپکے تعارف کے بعد خاکسار نے ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر قریبًا آدھ گھنٹہ تقریر کی اور خاکسار کے بعد مسٹر ٹیو صاحب نے تقریر کی جسمیں آپ نے بتایا کہ میں نے کیونکر پاکستان اور ہندوستان آنیکا پروگرام بنایا۔ ہندوستان نے آزادی کے بعد جو ترقی کی ہے اسکی آپ نے تعریف کی اور فرمایا کہ آزادی کے پچھلے سال میں ہندوستان نے بہت ترقی کی ہے جس سے میری طبیعت بہت خوش ہوئی۔ آپ نے حاضرین کو توجہ دلائی کہ جہاں وہ مادی ترقی کر رہے ہیں اسکے ساتھ ہی مذہب اور روحانیت کیطرف بھی توجہ دیں کیونکہ انسان کے اس دنیا میں آنیکا اہم مقصد روحانی ترقی کا حصول ہے۔

طلباء اور حاضرین نے نہایت ہی دلچسپی سے ہمارے لیکچروں کو سنا اور دوران لیکچر متعدد بار چیئرز دیئے۔ بعد اختتام جلسہ ہم صالح نگر سے روانہ ہوتے اور واپس دہلی پہنچے۔

غرضیکہ اسطرح چند دن کی صحبت کے بعد ٹیو صاحب اپنے پروگرام کے مطابق بذریعہ ہوائی جہاز مدراس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ انکا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت وطن پہنچ گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ۲۲

۲۲۔ انبیاء کی امداد فرشتوں کے ذریعہ کرتا ہے جو لوگوں میں نیکی کی ترغیب پیدا کرتے ہیں اور حق کی طرف راہ دکھاتے ہیں ـــــ چنانچہ فرشتے مختلف ممالک میں نیکی کی ترغیب پیدا کر رہے ہیں اور اب وہ وقت بفضل اللہ دور نہیں جب خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کو دلوں میں بٹھا دیگا۔ اور سلسلہ حقہ احمدیہ کو تمام زمین پر پھیلا دے گا۔ انشاء اللہ

لازمی چندہ جات

نظارت بیت المال کی طرف سے سیکرٹریان مال جماعت احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں ان کے لازمی چندہ جات کی آمد و بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دیتے ہوئے انہیں تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ اپنے ذمہ نسبتی بجٹ آمد کے مقابل پر جس قدر کمی رہ گئی ہو۔ اسے جلد از جلد پورا کریں تا آخر مالی سال تک سو فی صدی بجٹ پورا ہو سکے۔

موجودہ مالی سال کے ہشت ماہ گذر چکے ہیں۔ اور آمد کی موجودہ رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ متعدد جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ جن کی طرف سے کوئی وصول نہیں ہوتی ہے۔

اس وقت جماعت احمدیہ خاص حالات اور غیر معمولی دور میں سے گذر رہی ہے مشکلات اور تکالیف کا یہ دور ہمیں مسلسل غیر معمولی قربانیوں کی دعوت دے رہا ہے۔ ہمارے اخلاص اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر کے ہمیں جلد کامیابی اور ترقی کے دروازہ تک پہنچا سکتا ہے۔ اور ہماری معمولی سی کوتاہی اور فرائض سے عدم توجہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن کر جماعت کی ترقی اور روحانی کامیابی کے دن کو پیچھے ڈال سکتی ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے کما حقہٗ چندہ ادا کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ جماعت کے امراء۔ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان مال اور دیگر عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ مالی فرائض کی ادائیگی میں عملی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کے سست اور بقایا دار دوستوں کو بیدار اور ہوشیار کرنے کی پوری جدوجہد کریں۔ یہ وقت غفلت اور سستی کا نہیں ہے۔ بلکہ قربانی کے میدان میں اپنا قدم بڑھا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ جملہ مخلصین جماعت فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

جماعت ہائے مالابار توجہ کریں

مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کی کتاب WHERE DID JESUS DIE? کا ملیالم ترجمہ دفتر سنبیا دوتن کیبنانور کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اور اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ احباب اس کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر خود بھی پڑھیں اور دوسرے دوستوں کو بھی پڑھائیں۔ یہ تبلیغ کے لئے بڑی مفید کتاب ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان

نظارت کی تحریک پر مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب ساکن بنگلور نے سترہ اخبارات بدر مختلف لائبریریوں میں جاری کرانے کا چندہ بھجوایا ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

امراء کرام و صدر صاحبان جماعت ہائے ہندو مبلغین اپنے شہر کی بڑی لائبریریوں میں ایک ایک کا پتہ بھجوا دیں۔ تاکہ اخبار جلد جاری کرائے جا سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

احمدی مستورات کو ہندوستانی شہری حقوق مل گئے

قادیان ۲۸ر نومبر۔ آج شری دمودر داس صاحب آئی۔ اے۔ ایس ڈپٹی کمشنر (کلکٹر) ضلع گورداسپور قادیان تشریف لائے۔ اور انہوں نے مندرجہ ذیل احمدی مستورات کو ہندوستان کی شہریت کے حقوق تفویض فرمائے۔

نمبر شمار	نام مستورات	خاوند کا نام	سرٹیفکیٹ نمبر
۱	مسماۃ امۃ القیوم صاحبہ	زوجہ چوہدری عبد القدیر صاحب	۲۰
۲	” صابرہ بی بی صاحبہ	” نذیر احمد صاحب شاد	۲۱
۳	” رضیہ بیگم صاحبہ	” مولوی نواب خاں صاحب	۲۲
۴	” نسیم اختر صاحبہ	” بشیر احمد صاحب جہاد	۲۳
۵	” اللہ رکھی صاحبہ	” شریف احمد صاحب ڈوگر	۲۴
۶	” بشیر بیگم صاحبہ	” منظور احمد صاحب چیمہ	۲۵

(ناظر امور عامہ قادیان)

درخواست دعا۔ میری اکلوتی لڑکی عزیزہ بیبی خاتون کی عزت ایمانی دولت اور عمر میں ترقی کیلئے قادیان بدر اور بزرگان دین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ نیز مجھ بیکس کی عزت اور ایمان کے لئے دعا فرما کر احباب جماعت اپنی بیکس بہن کو ممنون فرماویں۔ عاجزہ زینب خاتون از سونگھڑہ ضلع کٹک

سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ

کے متعلق

ایک غیر مسلم دوست کی رائے

”آپ کی طرف سے شائع کیا ہوا ”سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ“ میں نے پڑھا۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ اس سکھ مسلم اتحاد میں بہت کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کی کوششیں پھل لاویں۔

میں یہ پڑھ کر حیران بھی ہوا ہوں کہ اس کتاب کے مصنف نے کتنی ہمت کی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے میں اس کی ہمت کی بہت قدر کرتا ہوں۔“

خیر اندیش کرتار الیس کھوکھر
سمادھ بھائی ضلع فیروزپور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کیلئے

اجتماعی دعائیں اور صدقات

اخبار الفضل میں حضور انور کی صحت کے بارہ میں جو اطلاعات آ رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی طبیعت بہت دنوں سے ناساز چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان کی بہت سی جماعتوں کی طرف سے انفرادی اور اجتماعی صدقات اور دعاؤں کی اطلاع بھی الفضل میں شائع ہو رہی ہے۔

حیدرآباد دکن سے [illegible] صاحب یادگیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے الفضل سے یہ تحریک پڑھ کر اپنے خاندان میں تحریک کر کے ایک بکرا صدقہ دیا اور اجتماعی دعائیں بھی کیں۔ نیز الہند نے جماعت یادگیر کو بھی تحریک کی۔ چنانچہ جماعت یادگیر نے بھی تین بکرے صدقہ دیا۔ اور ایک بکرا صدقہ دینے کے لئے رقم قادیان میں بھجوائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سیدنا حضرت مصلح موعود کا وجود کتنا قیمتی اور بابرکت ہے اور جماعت کو اور اسلام کو آپ کے وجود کی آپ کی انتھک مساعی کی اور اشاعت اسلام کے لئے آپ کی بے نظیر تنظیم کی کس قدر ضرورت ہے۔ یہ جماعت کا ہر فرد جانتا ہے۔ اور آپ کے اعلیٰ مقام کو پہچانتا اور آپ سے محبت رکھتا ہے۔ ان تمام باتوں کا تقاضا ہے کہ بھارت کی تمام جماعتیں اپنے پیارے امام کے لئے متواتر اجتماعی دعائیں کرتی رہیں۔ اور حسب توفیق صدقات بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ان تمام وعدوں کو جلد پورا فرمائے۔ جو آپ کی ذات گرامی سے وابستہ ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

شعبہ تبلیغ اور احباب جماعت کا فرض

جملہ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہاں سیکرٹری تبلیغ کا انتخاب کروا کر منظوری حاصل کریں۔ اور جن جماعتوں میں سیکرٹری تبلیغ مقرر ہیں وہ خود بھی اور دیگر احباب کو بھی تحریک فرمائیں کہ وہ تبلیغ کے سلسلہ میں نظارت ہذا سے تعاون کرتے ہوئے نظارت کے مرسلہ پروگرام پر عمل فرمائیں اور اپنی کارگذاری کی رپورٹ باقاعدہ طور پر رپورٹ فارموں پر ارسال فرمایا کریں۔ تاکہ نظارت ہذا کو اس کا علم ہو سکے۔ اور نظارت بروقت مناسب مشورہ دے سکے۔ ماہ نومبر ختم ہو چکا ہے۔ اس ماہ کی کارگذاری کی رپورٹ ۷ر دسمبر تک دفتر ہذا میں آ جانی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت، اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

گورداسپور ۲۲ر نومبر۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ وہ لوگ جو گندم کی پیداوار کرتے ہیں۔ اور ان کے پاس گندم کا سٹاک پچاس من سے زائد ہے وہ مقررہ فارم پر ماہوار ڈسٹرکٹ سول سپلائی کنٹرولر۔ یا اسسٹنٹ فوڈ آفیسر ضلع کو اطلاع یا بذریعہ خط اطلاع دیں۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ان کے پاس گندم کا کتنا سٹاک ہے۔ یہ اطلاع سرکاری دفتر میں ہر ماہ کی ۷ر تاریخ تک پہنچ جانی چاہیئے۔ علاوہ وہ کاشتکار دں۔ یہ وہ لوگ جو گندم کا سٹاک رکھتے [illegible] کی مقدار تین سو من سے زائد ہو۔ ان کو چاہیئے کہ وہ ۳۰ر نومبر [illegible] اپنے سٹاک کی اطلاع سرکاری دفتر میں [illegible]

واشنگٹن ۹ ار نومبر۔ امریکی فضائیہ نے اٹلس راکٹ کا تجربہ کیا جو کامیاب رہا۔ راکٹ جس میں تین انجن لگے تھے نصف گھنٹہ کے اندر ۶ ہزار تین سو میل تک گیا۔ اس کو کیپ کناورل سے چھوڑا گیا تھا۔ اور بحیرہ جنوبی میں ایک جزیرے کے قریب جا کر اس کی ٹوپی گری اس موقعہ پر امریکی ہوائی جہاز اور بحری جہاز اس راکٹ کی پرواز اور اس کی ٹوپی کے گرنے کا مشاہدہ کرنے کو موجود تھے۔

امریکی حکام نے اعلان کیا کہ تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔ ان ترجمان نے کہا کہ یہ مزائل ۸۵ فٹ لمبی تھی۔ امریکہ کا یہ ۱۵ واں تجربہ تھا۔ اس سلسلہ کا پہلا تجربہ امریکہ نے دسمبر ۱۹۵۷ء میں کیا تھا۔ اس موقعہ پر راکٹ صرف ۵ سو میل ہی گیا تھا۔ اعلان کیا گیا کہ اب امریکہ اسی راکٹ کو ہتھیار کی حیثیت سے استعمال کرنا شروع کر دے گا

کراچی ۲۹ ر نومبر۔ پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات مسٹر حبیب الرحمٰن نے جو قاہرہ کے دورہ کے بعد یہاں پر واپس آئے ہیں۔ آج ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ پاکستان اور متحدہ عرب جمہوریہ کے تعلقات جلد بہتر ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا میں نے صدر ناصر سے ۹۰ منٹ تک بات چیت کی ہے۔ اس ملاقات میں دونوں ملکوں کے مسائل پر دوستانہ تبادلہ خیال ہوا۔ انہوں نے کہا۔ انہوں نے کشمیر اور نہری پانی کے سوال پر بھی صدر ناصر سے بات چیت کی۔ مسٹر حبیب الرحمٰن نے کہا کہ نئی حکومت بننے کے بعد سے عرب جمہوریہ کا رویہ پاکستان کے بارہ میں بدل گیا ہے۔

لاہور ۲۸ ر نومبر۔ اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی حکومت کی امداد سے ترجمہ اور تیاری کا کام تیزی سے جاری ہے یہ انسائیکلو پیڈیا ۲۰ جلدوں میں مکمل ہوگی۔ جو ۲۰ ہزار صفحات پر مشتمل ہو گی۔ اس کتاب میں انگریزی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مکمل ترجمہ کے علاوہ ایک ہزار صفحات پر مشتمل جدید مقالات شامل ہوں گے۔ انگریزی ایڈیشن کی چار جلدوں کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ پانچویں جلد ہنوز نامکمل ہے۔ انسائیکلو پیڈیا کا عربی ترجمہ اور ترکی ترجمہ ۱۹۳۲ء میں شروع ہوا تھا۔ لیکن ہنوز مکمل نہیں ہو سکا ہے۔ اردو ترجمہ ۱۹۵۰ء میں شروع ہوا تھا آٹھ سال کے عرصہ میں انگریزی انسائیکلو پیڈیا کی چار جلدوں کا ترجمہ مکمل کر لیا گیا ہے۔ اب اس پر نظر ثانی کی جا رہی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام انگریزی کی پانچویں جلد کی تیاری ۱۹۵۴ء میں شروع ہوئی تھی۔ لیکن ابھی تک صرف ۴۸ کام ہو سکا ہے

کلکتہ۔ یکم دسمبر۔ کل یہاں وزیر اعظم پنڈت نہرو کے خلاف مظاہرہ کے سلسلہ میں ہندو سبھا کے تیرہ والنٹیر گرفتار کر لئے گئے۔ حکام نے کہا ہے کہ مظاہرین شمالی کلکتہ میں پنڈت نہرو کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ اور نہرو نون معاہدہ کی مذمت کر رہے تھے۔ اس سے پہلے جب پنڈت نہرو کی موٹر راج بھون کو جا رہی تھی۔ تو ایک اینگلو انڈین نوجوان نے موٹر کے سامنے کود کر راستہ روک دیا۔ پولیس نے فوراً اسے حراست میں لے لیا۔ ملزم کا بیان ہے کہ وہ پنڈت نہرو کو ایک اپیل پیش کرنا چاہتا تھا

نئی دہلی یکم دسمبر۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق بھارت میں ۵ ہزار غیر ممالک کے ۴۷ ہزار باشندے آباد ہیں کامن ویلتھ ممالک کے باشندوں کو غیر ملکی تصور نہیں کیا گیا۔ تبتی ۷۷۰۵ چینی ۶۹۹۶ امریکی ۵۸۵۰ افغان اور ۱۳۹۸۰ ایرانی آباد ہیں۔

پہلوں کے نقش قدم پر

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقالہ نویس درپردہ اپنے فرقہ کی کمزوری چھپانا چاہتا ہے۔ جس کے بیشتر افراد پر ہر طرف سے یاس و قنوط کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ اور نہایت بھیانک صورت میں ترقی معکوس کا منظر پیش کر رہا ہے اس بات کے ثبوت کے لئے اہلحدیث کے تازہ پرچے ہی ملاحظہ کرلیں کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا۔

ہم نے اپنے سابقہ تبصرہ میں سورہ بقرہ کی مذکورۃ الصدر آیت سے اس زمانہ کے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور صاف لکھا تھا کہ بظاہر خطاب بنی اسرائیل سے ہے۔ مگر درحقیقت امت مسلمہ کو ہی ہدایت کی جانی مقصود ہے۔ مگر افسوس کہ معاصر نے ہماری اس بات کو محض "تفسیر بالرائے" قرار دے کر ٹال دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ:۔

> "معتوبین انبیاء کو پہچاننے کے بعد عناداً انکار کیا کرتی تھیں مرزا صاحب کو کب مسلمانوں نے مہدی اور مسیح موعود تسلیم کیا ہے اگر کچھ تھوڑے سے سرپھرے ان کے ساتھ ہو گئے تو یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ لاکھ دو لاکھ کے مقابلہ پر ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو بے راہ کہہ کر اور معاند بتا کر ان کو معاندین اور کفار کے ساتھ تشبیہ دی جائے"
>
> (اہلحدیث ۱۵ر اکتوبر ۵۸ء)

درحقیقت اس بارہ میں بھی وہ سخت غلطی میں مبتلا رہے۔ امم ماضیہ کے انکار کو اگر عناد پر محمول کیا جاتا ہے تو وہ تمام وجوہ اس جگہ بھی موجود ہیں ـــــ زمانہ کی ابتر حالت مسلمانوں کی بدعملی۔ دین متین سے ان کا بُعد و حرمان۔ الحاد و بیدینی کے تمام قسم کے فتنوں کا سیلاب ـــ یہ ساری باتیں ایک طرف اور دوسری طرف کشتیٔ اسلام کی حفاظت کا خدائی وعدہ آخری زمانہ میں مہدی و مسیح کے نزول کی پختہ خبریں۔ نیز وقت پر ایک برگزیدہ بندہ کا دعویٰ۔ اس کے دعویٰ کی صداقت پر بیشمار زمینی و آسمانی شواہد کیا ان سب باتوں پر خالی بالطبع ہو کر سوچنے والا انسان اس نتیجہ پر نہیں پہنچتا کہ سچے وعدوں والے خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق انسانی بھلائی کے لئے وقت پر انتظام کیا اور فی الواقعہ آپ ہی اس زمانہ کے موعود ہیں ـــــ ان حالات و واقعات پر نظر آنے کے باوجود اگر کوئی شخص آپ کے دعویٰ کو ٹھکرا دیتا ہے تو اسکی وجہ وہی عناد نہیں تو اور کیا ہے؟ اس صورت میں آیت کریمہ سے ہمارا استدلال "تفسیر بالرائے" قرار پایا یا اظہار حقیقت؟

رہا یہ سوال کہ اقلیت کے مقابل پر اکثریت کو غلطی خوردہ قرار دینا سو اس بارہ میں قرآنی فیصلہ کافی ہے۔ کہ

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا میں جب بھی صداقت ظاہر ہوئی بتدریج ہی دنیا میں رائج ہوئی اور یہی اقلیت رفتہ رفتہ اکثریت میں بدل گئی۔ ہمارا یقین ہے کہ عامۃ المسلمین پر جوں جوں صداقت احمدیت کھلتی چلی جائے گی وہ اس پاک جماعت میں شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اور کون ہے۔ آپ کے مقدسوں کی جماعت نے بھی بتدریج ہی ترقی کی اور اب آپ کی بعثت ثانیہ کے وقت آپ کے بروز کامل کی جماعت بھی اسی طرح بڑھے گی۔ انشاء اللہ۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ (باقی)